بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا عندھم فی التوراۃ والانجیل

زندگی بخش جامِ احمدؐ ہے
کیا ہی پیارا یہ نامِ احمدؐ ہے

بائبل کی بشارات
بحق سرورِ کائناتؐ

ایک لیکچر کا ترجمہ جو انگریزی زبان میں لاہور کے ایک سٹڈی سرکل میں دیا گیا تھا

مصنفہ
جناب ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب

مصنف کتب
احمد صادق. تحقیقاتِ جدید متعلق قبرِ مسیح. زلزلہ. تحدیث بالنعمۃ
واقعاتِ صحیحہ. آئینہ صداقت. تہنیت نامہ مجتبیٰ صادق. کفارہ

پبلشر محمود عنایت اللہ ناظر کتب قادیان نے اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام چوہدری اللہ بخش پرنٹر چھپوا کر قادیان سے شائع کیا۔

نذر

پروفیسر قاضی محمد اسلم صاحب سلمہ الرحمٰن کی تحریک پر
میں نے لاہور کی ایک علمی سوسائٹی میں ایک لیکچر زبان
انگریزی اس مضمون پر دیا تھا کہ بائبل میں حضرت سیّد
دو عالم محمد المصطفیٰ والمجتبیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
حق میں کیا پیشگوئیاں ہیں یہ مختصر رسالہ اس لیکچر کا
اردو ترجمہ ہے جسکو میں حضرت مولانا مولوی شیر علی صاحب
کی نذر کرتا ہوں جو ایک نہایت ہی شاندار خدمت سیدِ ورِ کائنات
صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے اسوقت لنڈن میں رونق فرما ہیں

یکم دسمبر ۱۹۳۶ء ۳۱/۹۲ محمد صادق عفی اللہ عنہ

تحریف بائیبل

تحریف بائیبل

بائیبل ان کتب مقدسہ میں سے ایک ہے۔ جو دنیا کے مختلف مذاہب میں خدا کا کلام اور خدا تعالیٰ کی وحی اور الہام سے لکھی گئی تسلیم کی گئی ہیں۔ بائیبل ان کتب اور صحائف کا مجموعہ ہے۔ جو انبیاء بنی اسرائیل کی طرف منسوب ہیں۔ اور اس کے دو حصے ہیں۔ حصہ اول وہ ہے۔ جو قبل زمانہ مسیح لکھا جا چکا تھا۔ اسے یہود اور عیسائی ہر دو الہامی کلام مانتے ہیں۔ اور وہ عہد نامہ قدیم کہلاتا ہے۔ اور حصہ دوم وہ ہے۔ جو بعد زمانہ مسیح ناصری لکھا گیا۔ اور جسے عیسائی عہد نامہ جدید کہتے ہیں۔ اور اسے یہود نہیں مانتے۔ مگر عیسائی لوگ اسے بھی کلام الٰہی تسلیم کرتے ہیں۔ دین اسلام میں بائیبل کا بحیثیت مجموعی کوئی ذکر نہیں۔ لیکن انفراداً اس کے حصص توریت زبور۔ انجیل اور صحف انبیاء کو الہامی تسلیم کیا گیا ہے۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی مانا گیا ہے۔ کہ چونکہ ان کتابوں میں تحریف و تبدیل ہوتی رہی ہے اور ان کی موجودہ عبارتیں کئی مقامات میں بعینہٖ وہ عبارتیں نہیں۔ جو ابتداء اصلی تحریروں میں ہیں۔ اس لئے وہ پایۂ اعتبار سے گر چکی ہے اور اسکی تعلیم کا وہ حصہ جو موجودہ انسانوں کے واسطے ضروری اور لازمی تھا۔ قرآن شریف کی مکمل کتاب میں درج ہے۔ اور چونکہ قرآن شریف کی حفاظت ہمیشہ کے لئے الٰہی طاقتوں سے کی جا رہی ہے۔

اور اس میں کوئی تغیر و تبدل ممکن نہیں۔ اس واسطے پہلے صحیفوں کی اب ضرورت نہیں رہی۔ ان کا قانون رائج الوقت قانون نہیں ہے اور وہ منسوخ شدہ کلام ہیں۔

عیسائیوں کے درمیان بعض فرقے ایسے ہیں۔ جو بائبل کو لفظاً الہامی کلام مانتے ہیں۔ اور بعض فرقے ایسے ہیں۔ جو لفظاً نہیں بلکہ معناً اسے کلام الہٰی تسلیم کرتے ہیں۔ ممالک مغربیہ کے وہ محققین جو تنقید اعلےٰ کے قائل ہیں۔ وہ موجودہ بائبل کے بہت ہی تھوڑے کلمات کو اصلی قرار دیتے ہیں۔

ہمیں مضمون زیر غور کے لحاظ سے کسی تنقیدی مبحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ الہامی کتب میں پیشگوئی کا حصہ ایسا نہیں ہو سکتا۔ جس میں بہت زیادہ تحریف و تبدیل کا احتمال ہو سکے۔ پیشگوئیوں کی مثال ایسی ہے۔ جیسا کہ کسی شاہی محل یا قلعہ میں دیوار پر کندہ کتبے اور نوشتے ہوں۔ وہ محل یا قلعہ قابل رہائش ہو یا نہ ہو۔ ایک تاریخ نویس ان کتبوں اور نوشتوں سے بہرحال فائدہ اٹھا ہی لیتا ہے۔

پیشگوئیوں کی تحقیقات کی ضرورت

پہلی کتب مقدسہ کی ان پیشگوئیوں کی تلاش اور تحقیقات اس واسطے بھی ہمارے لئے ضروری ہے۔ کہ قرآن شریف میں یہ لکھا ہے۔ الذین یتبعون الرسول النبي الامی الذي یجدونه مکتوبًا في التورٰىة

والانجیل (اعراف رکوع ۱۹)

بہت سے اہل کتاب نے اس رسول نبی امی کی اس واسطے متابعت اختیار کر لی ہے۔ کہ انہوں نے اس نبی امی کو اپنے ہاں توریت و انجیل میں پہلے سے لکھا ہوا پایا۔ اور ان نوشتوں کے مطابق وہ ایمان لائے۔ اور قبول کرنے والے ہوئے۔

اس لحاظ سے مسلم محققین کے واسطے ضروری ہے۔ کہ وہ پہلی کتابوں میں سے ان تصدیقی نوشتوں کو تلاش کریں۔ جن میں اسلام اور بانیٔ اسلام کا ذکر ہے۔ تاکہ اس رنگ میں بھی صداقت اسلام کا ثبوت ظاہر ہو۔

بائبل کے نئے اور پرانے ہر دو عہدناموں میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق بہت سی پیشگوئیاں ہیں۔ ان میں سے چند ایک اس جگہ بطور نمونہ کے درج کی جاتی ہیں۔ ان کے پڑھنے سے دیگر پیشگوئیوں کے سمجھنے اور نکالنے میں قارئین کو بہت مدد مل سکے گی۔

(۱) دعائے ابراہیمؑ

Semetic-اقوام کا روحانی مورث اعلیٰ ابراہیم ہوا ہے۔ خدا کی برکتیں اس پر ہوں۔ اسے ابوالانبیاء کہا جاتا ہے۔ اس واسطے میں اس مضمون کو سب سے اول ابراہیم کی نبوت (پیشگوئی) سے شروع کرتا ہوں۔

بائبل میں لکھا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے حضرت ابراہیم کو مخاطب کر کے

فرمایا۔
"میں نے تیری دعا اسمٰعیل کے حق میں قبول کی۔ دیکھ میں اسے برکت[1] دوں گا۔ اور اسے برومند[2] کروں گا۔ اور اسے بہت[3] بڑھاؤں گا۔ اور اس سے بارہ[4] سردار پیدا ہونگے۔ اور اس سے بڑی[5] قوم بناؤں گا۔" (ملاحظہ ہو۔ کتاب پیدائش باب ۱۷ آیت ۲۰)

یہ پانچ وعدے ہیں۔ اور تاریخ دان اس امر کے شاہد ہیں۔ کہ اسمٰعیل کے خاندان میں یہ برکت اور برومندگی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور سے نمودار ہوئی۔ اس سے قبل اسمٰعیلی لوگ گمنامی کی حالت میں مکہ کی وادیوں میں محدود پڑے رہے۔ ان کا پھیلنا اور بڑھنا اور ظاہری اور باطنی برکتوں کا حاصل کرنا اور ایک بڑی قوم بننا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شخصیت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ یہ پہلی نبوت ہے۔ جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق بائبل میں مندرج ہے۔

اسی نبوت کا ذکر پیدائش باب ۱۶ آیت ۱۱ میں بھی ہے۔ جہاں حضرت ابراہیم کو برکت دی گئی۔ اور ایک فرزند کی بشارت دی گئی۔ یہ حضرت ابراہیم کا پہلا بیٹا اسمٰعیل تھا۔ جس کی برکت سے ملک عرب آباد ہوا۔ پیدائش باب ۱۵ آیت ۱۸ میں بھی یہ پیشگوئی ہے۔ کہ حضرت ابراہیم کی اولاد کو زمین عرب بھی عنایت ہوئی۔ مصر اور فرات کے درمیان ملک عرب ہی ہے۔ اولاد اسماعیل اور آپ کی اولاد ہے۔ جو اس زمانہ سے لیکر اب تک عرب میں آباد ہے۔

پیدائش باب ۱۷ آیت ۸ میں پیشگوئی ہے۔ کہ آپ کی اولاد کو زمین کنعان دی گئی۔ چنانچہ اس کے مطابق کنعان ایک عرصہ تک بنی اسرائیل کے قبضہ میں رہا۔ اس کے بعد عیسائیوں کے قبضہ میں آیا۔ اور پھر ۱۴۰۰ سال تک مسلمانوں کے قبضہ میں رہا۔ جن کی نسبت بنی اسمٰعیل سے ہے۔

(۲) نبوت موسیٰ

موسیٰ کی پانچویں کتاب استثناء باب ۱۸ آیات ۱۷ تا ۲۲ میں لکھا ہے۔

"اور خداوند نے مجھے کہا۔ کہ انہوں نے جو کچھ کہا۔ سو اچھا کیا۔ میں ان کے لئے ان کے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا۔ اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا۔ اور جو کچھ میں اسے کہوں گا۔ وہ سب ان سے کہیگا۔ اور ایسا ہوگا۔ کہ جو کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ میرا نام لے کے کہیگا نہ سنیگا۔ تو میں اس کا حساب اس سے لوں گا۔"

اس میں سب سے اول آنحضرت کی قوم کو بتلایا گیا۔ کہ وہ بنی اسرائیل میں سے نہیں۔ بلکہ ان کے بھائیوں میں سے ہوگا۔ اور بھائی بنی اسمٰعیل تھے۔ دراصل اس پیشگوئی کا باعث بھی یہی ہوا۔ کہ بنی اسرائیل نے حورب کے مجمع کے دن یہ التجاء اور دعا کی تھی۔ کہ وہ پھر کبھی خدا کی ایسی زبردست آواز نہ سنیں۔ اور ایسی تجلّی نہ دیکھیں۔ جو شریعت کی پرزور وحی لانے کا موجب ہوئی۔ اللہ تعالےٰ نے بنی اسرائیل کی اس دعا کو سنا اور فرمایا کہ

اچھا۔ اس کے بعد ایسی تجلی تم پر نہ ہوگی۔ بلکہ تمہارے بھائیوں (بنی اسمٰعیل) میں سے موسیٰ کی مانند ایک نبی برپا کیا جائیگا۔ اور خدا تعالےٰ اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالے گا۔ ملاحظہ ہو استثنار باب ۱۸ آیت ۱۵ وغیرہ۔

سو یہ خود بنی اسرائیل کی خواہش اور دعا کا نتیجہ تھا۔ کہ شریعت ان سے منتقل ہوکر بنی اسمٰعیل میں آگئی۔ اور اس زبردست تجلی کو قبول اور برداشت کرنے والے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوئے۔

(دوم) بتلایا گیا۔ کہ وہ موسیٰ کی مانند ہوگا۔

حضرت موسیٰؑ اور حضرت محمدؐ کی مماثلت (ا) ہر دو یتیم رہ گئے تھے (ب) ہر دو پر شریعت نازل ہوئی (ج) ہر دو کو قوم کے ساتھ جنگ پیش آئے۔

(سوم) خدا کا کلام اس کے منہ میں ہوگا۔ حضرت موسیٰ کو توریت دی گئی۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرآن مجید دیا گیا۔

(چہارم) جو کچھ خدا تعالےٰ اسے کہیگا وہ سب کچھ کہہ دیگا۔

موسیٰ نے سب کہا۔ آنحضرتؐ نے سب کہا۔

(پنجم) جو کوئی اسکی مخالفت کرے گا۔ سزایاب ہوگا۔

موسیٰ کے مخالف ہلاک ہوئے۔ محمدؐ کے مخالف ہلاک ہوئے۔

(ششم) وہ توحید کا واعظ ہوگا۔ ایک خدا کی پرستش بتائے گا۔

حضرت موسیٰ نے ایسا کیا۔ حضرت محمدؐ نے بھی ایسا کیا۔

(ہفتم) اس کی پیشگوئیاں پوری ہوں گی۔

موسیٰ ع کی پیشگوئیاں پوری ہوئیں۔ آنحضرتؐ کی آج تک پوری ہو رہی ہیں
پس یہ پیشگوئی ہر دو پہلو سے محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر پوری
ہوئی۔ اور آپ کے سوائے کسی دوسرے کے حق میں اس کا پورا ہونا
ثابت نہیں ہوسکتا۔

(۳) فاران پر جلوہ گر

استثنار باب ۳۳ یوں شروع ہوتا ہے۔ اور یہ وہ برکت ہے
جو موسیٰ مرد خدا نے اپنے مرنے سے آگے بنی اسرائیل کو بخشی۔ اور
اس نے کہا۔ کہ خداوند سینا سے آیا۔ اور شعیر سے ان پر طلوع ہوا۔
فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا۔ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ
آیا۔ اور اس کے دہنے ہاتھ ایک آتشی شریعت ان کے لئے تھی۔
ہاں وہ اس قوم سے بڑی محبت رکھتا ہے۔ اس کے سارے
مقدس تیرے ہاتھ میں ہیں۔ اور وے تیرے قدموں کے نزدیک
بیٹھے ہیں۔ اور تیری باتوں کو مانیں گے۔

ان آیات میں اللہ تعالےٰ کی تین تجلیات کا ذکر ہے۔ خدا سینا سے
نکلا۔ یعنی حضرت موسےٰ کے ذریعہ سے ظاہر ہوا۔ شعیر سے چمکا۔ یعنی
حضرت عیسیٰ کے ذریعہ سے نمودار ہوا۔ اور فاران کے پہاڑ سے ظاہر
ہوا۔ یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذریعہ سے دنیا پر نمودار
ہوا۔ تین مختلف تجلیوں کا ذکر ہے۔ جو تین مختلف اوقات میں نمودار

ہوئیں۔ فاران حجاز کا قدیمی نام ہے۔ اگرچہ بعض اور جگہوں کا نام بھی فاران ہے۔ لیکن موسیٰ کے وقت مشہور فاران یہی ہے۔ جسے اب حجاز کہتے ہیں۔ مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک پڑاؤ بنام وادیٔ فاطمہ ہے۔ جہاں گل جذیمہ یعنی پنجہ مریم کے بیچنے والوں سے پوچھا جائے۔ کہ وہ پھول کہاں سے لاتے ہیں۔ تو لڑکے اور بچے بھی یہی کہیں گے کہ من بریّۃ فاران۔ یعنی دشت فاران سے۔ ملکی اور قومی روایات تواریخ قدیمہ کا جزو اعظم ہیں۔

فاران سینا کی جنوبی حد سے شروع ہوتا ہے۔ یعنی مکہ مدینہ اور تمام حجاز فاران میں ہے۔ فاران کے لفظی معنے وادی غیر ذی زرع کے ہیں ایسی وادی جس میں کچھ زراعت نہ ہوتی ہو۔ اور یہی الفاظ قرآن شریف میں مکہ کی صفت میں آئے ہیں۔ کہ حضرت ابراہیمؑ نے اپنی بیوی اور بچے کو ایک ایسی جگہ چھوڑا۔ جہاں کچھ زراعت نہ ہوتی تھی۔ نہ کوئی پانی تھا۔ مگر اللہ تعالےٰ کی قدرت سے معجزانہ طور پر وہاں ایک چشمہ جاری ہوگیا جس کو اب چاہِ زمزم کہتے ہیں۔

دس ہزار قدوسیوں کا ساتھ ہونا اور اس کے ہاتھ میں آتشی شریعت کا ہونا دو مزید ایسے نشان ہیں۔ جو سوائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اور کسی پر منطبق نہیں ہو سکتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ فتح مکہ کے وقت دس ہزار صحابہ تھے۔ اور آپؐ کے ہاتھ میں آتشی شریعت تھی۔ کیونکہ جو لوگ اس شریعت کے مخالف و معاند

ہوئے وہ ہلاک کئے گئے۔ گویا آگ نے انہیں بھسم کر دیا۔ (بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الفتح۔ خرج فی رمضان من المدینۃ ومعہ عشرۃ آلاف)

پیدائش باب ۲۱ آیت ۱۴ تا ۲۱ میں صراحتاً اس امر کا فیصلہ ہے کہ فاران اس جگہ کا نام ہے۔ جہاں حضرت ابراہیم نے اپنی بیوی ہاجرہ اور بیٹے اسمٰعیل کو چھوڑا۔ اور وہاں ہاجرہ کی دعا سے ایک چشمہ نمودار ہُوا۔ جو روایات اور تاریخ عرب کے مطابق اب چاہِ زمزم کے نام سے مشہور ہے۔ ملاحظہ ہو بائبل جس میں لکھا ہے۔

"تب ابراہام نے صبح سویرے اٹھ کر روٹی اور پانی کی ایک مشک لی۔ اور ہاجرہ کو اس کے کاندھے پر دھر کر دی۔ اور اس لڑکے کو بھی اور اسے رخصت کیا۔ وہ روانہ ہوئی۔ اور بیر سبع کے بیابان میں بھٹکتی پھرتی تھی۔ اور جب مشک کا پانی چک گیا۔ تب اس نے اس لڑکے کو ایک پہاڑی کے نیچے ڈال دیا۔ اور آپ اس کے سامنے ایک تیر کے ٹپّے پر دور جا بیٹھی۔ کیونکہ اس نے کہا۔ میں لڑکے کا مرنا نہ دیکھوں۔ سو وہ سامنے بیٹھی اور چِلّا چِلّا کے روئی۔ تب خدا نے اس لڑکے کی آواز سنی۔ اور خدا کے فرشتے نے آسمان سے ہاجرہ کو پکارا۔ اور اس سے کہا۔ کہ اے ہاجرہ تجھ کو کیا ہُوا۔ مت ڈر کہ اس لڑکے کی آواز جہاں وہ پڑا ہے۔ خدا نے سنی۔ اٹھ اور لڑکے کو اٹھا۔ اور اسے اپنے ہاتھ سے سنبھال۔ کہ میں اس کو ایک بڑی قوم بناؤں گا۔ پھر خدا نے اس کی آنکھیں کھولیں۔ اور

اس نے پانی کا ایک کنواں دیکھا۔ اور جاکر اس مشک کو پانی سے بھر لیا۔ اور لڑکے کو پلایا۔ اور خدا اس لڑکے کے ساتھ تھا۔ اور وہ بڑھا اور بیابان میں رہا کیا۔ اور تیرانداز ہو گیا۔ اور وہ فاران کے بیابان میں رہا۔ اور اس کی ماں نے ملک مصر سے ایک عورت اس سے بیاہنے کو لی۔

(۴) عرب کی بابت الہامی کلام

یسعیاہ باب ۲۱ آیت ۱۳ میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ کے جنگ بدر کے متعلق پیشگوئی ہے۔ جو ہجرت کے ایک سال بعد عرب میں ہوئی۔ اور اس میں مسلمانوں کو فتح ہوئی۔ اس کے الفاظ یہ ہیں۔

"عرب کی بابت الہامی کلام۔ عرب کے صحرا میں تم رات کو کاٹو گے ای دوانیوں کے قافلو۔ پانی کے لئے پیاسے کا استقبال کرنے آؤ۔ اے تیما کی سرزمین کے باشندو۔ روٹی کے لئے بھاگنے والے کے ملنے کو نکلو کیونکہ وے تلواروں کے سامنے سے ننگی تلوار سے اور کھینچی ہوئی کمان سے اور جنگ کی شدت سے بھاگے ہیں۔ کیونکہ خداوند نے مجھے یوں فرمایا۔ ہنوز ایک برس ہاں مزدور کے سے ایک برس میں قیدار کی ساری حشمت جاتی رہے گی۔ اور تیراندازوں کے جو باقی رہے قیدار کے بہادر لوگ گھٹ جائیں گے۔ کہ خداوند اسرائیل کے خدا نے یوں فرمایا۔"

اس پیشگوئی کو قرآن شریف میں اس کے واقعہ ہونے سے ٹھیک ایک سال پہلے یوں دہرایا گیا۔

ویقولون متٰی ھٰذا الوعدان کنتم صٰدقین قل لکم میعاد یوم لا تستاخرون ساعۃ ولا تستقدمون (سورہ سبا رکوع ۳)

منکرین و مخالفین کہتے ہیں۔ کہ یہ جو ہمیں عذاب کا وعدہ دیا جاتا ہے۔ یہ کب ہوگا۔ اور عذاب ہمیں کس وقت ہوگا۔ اگر تم سچے ہو۔ تو بتلاؤ۔ انہیں جواب دو۔ کہ تمہیں ایک دن کی میعاد و مہلت دی جاتی ہے۔ نہ اس سے زیادہ ہوگا اور نہ کم۔

نبوتوں میں ایک دن سے مراد ایک سال ہوتا ہے۔ (ملاحظہ ہو۔ کتاب اندرونہ بائبل صفحہ ۳۱۳)

یہ وعدہ جنگ بدر میں پورا ہوا۔ بدر کی لڑائی ہجرت کے ٹھیک ایک برس بعد واقع ہوئی۔ ۱۵ر جولائی ۶۲۲ء کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مکے سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے۔ اور ۶۲۳ء میں قریش سے جنگ بدر ہوئی۔ جس میں قریش شکست فاش کھا کر بھاگے۔ اور یہی کامیابی اسلام کا آغاز تھا۔

اس لڑائی میں قیدار کے بڑے بڑے رؤسا اور عمائد قریش مارے گئے اور قیدار کی ساری حشمت جاتی رہی۔

قیدار حضرت اسمٰعیل کے ایک بیٹے کا نام ہے۔ جو حجاز میں آباد ہوا تھا۔ اور لفظ قیدار کے معنے ہیں اونٹوں والا۔ (دیکھو ابن خلدون جلد ۲ صفحہ ۳۳۱) اس

پیشگوئی میں قیدار سے مراد اہلِ عرب ہے۔
اس واقعہ کے سوائے تاریخ کوئی اور مثال اس قسم کی پیش کرنے سے قاصر ہے۔ جس میں کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہو۔ پھر جنگ ہوئی ہو۔ اور عرب ننگی تلوار اور کھچی ہوئی کمان اور جنگ کی شدت سے بھاگے ہوں اور پھر قیدار اور تیر اندازوں کی تمام حشمت جاتی رہی ہو۔ پس یہ پیشگوئی بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت پر بائبل میں ایک زبردست ثبوت ہے۔

(۵) چودہ نشانات

یسعیاہ باب ۴۲ " دیکھو میرا بندہ جسے میں سنبھالتا۔ میرا برگزیدہ جس سے میرا جی راضی ہے۔ میں نے اپنی روح اس پر رکھی۔ وہ قوموں کے درمیان عدالت جاری کرائیگا۔۔۔۔۔۔ وہ عدالت کو جاری کرائے گا۔ کہ دائم رہے۔ اس کا زوال نہ ہوگا۔ اور نہ مسلا جائے گا۔ جب تک راستی کو زمین پر قائم نہ کرے۔ اور بحری ممالک اس کی شریعت کی راہ تکیں۔۔۔۔۔۔ میں خداوند نے تجھے صداقت کے لئے بلایا۔ میں ہی تیرا ہاتھ پکڑوں گا اور تیری حفاظت کروں گا۔ اور لوگوں کے عہد اور قوموں کے نور کے لئے تجھے دوں گا۔۔۔۔۔۔ وہ ستائش جو میرے لئے ہوتی کھودی ہوئی مورتوں کے لئے ہونے نہ دوں گا۔ دیکھو تو سابق پیشگوئیاں برآئیں۔ اور میں نئی باتیں بتلاتا ہوں۔ اس سے پیشتر کہ واقعہ ہوں۔ میں تم سے بیان کرتا

ہوں۔ خداوند کے لئے ایک نیا[۱۰] گیت گاؤ۔ اے تم جو سمندر[۱۱] پر گذرتے ہو۔ اور تم جو اس میں بستے ہو۔ اے بحری ممالک اور ان کے باشندو۔ تم زمین پر سرتاسر اس کی ستائش کرو۔ بیابان اور اس[۱۲] کی بستیاں۔ قیدار[۱۳] کے آباد دیہات اپنی آواز بلند کریں گے۔ سلع[۱۴] کے بسنے والے ایک گیت گائیں گے۔ پہاڑوں کی چوٹیوں پر سے للکاریں گے۔ وہ خداوند کا جلال ظاہر کریں گے۔ اور بحری ممالک میں اس[۱۵] کی ثنا خوانی کریں گے۔ خداوند ایک بہادر کی مانند نکلے گا۔ وہ جنگی مرد کی مانند اپنی غیرت کو اسکائیگا۔ وہ چلائے گا۔ ہاں وہ جنگ کے لئے بلائیگا وہ اپنے دشمنوں پر بہادری کرے گا۔۔۔۔۔ وے پیچھے ہٹیں اور پشیمان ہوں۔ جو کھودی ہوئی مورتوں کا بھروسہ رکھتے ہیں۔ اور ڈھالے ہوئے بتوں[۱۶] کو کہتے ہیں۔ کہ تم ہمارے الٰہ ہو۔"

اس پیشگوئی کا لفظ لفظ محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم۔ آپ کے زمانے پر۔ اور اس زمانے کے لوگوں پر اور اہل عرب پر صادق آتا ہے۔ مگر میں نے ان آیات میں چودہ الفاظ پر نشان کر دیا ہے۔ اور ہر ایک نشان کی تشریح چودہ پیراگرافوں میں درج ذیل ہے:۔

(۱) محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں۔ جنہیں خدا نے میرا بندہ کہا۔ اور اس اقرار کو ہر مسلم پر ضروری قرار دیا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللہ کے ساتھ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ کو لازماً لگایا گیا۔ میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ اللہ کے سوائے کوئی معبود نہیں۔ اور میں

گواہی دیتا ہوں۔ کہ محمدؐ اس کا بندہ اور رسول ہے۔ اس آیت میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔ کہ وہ رسول ہمیشہ خدا کا بندہ کہلائیگا۔

(۲) پھر آپ ہی وہ برگزیدہ ہیں۔ کیونکہ آپ کا نام مصطفٰے اور مجتبےٰ ہے۔ یہ نام کسی اور نبی کو کبھی نہیں دیا گیا۔ مصطفٰے اور مجتبےٰ کے معنے برگزیدہ کے ہیں۔

(۳) "جس سے میرا جی راضی ہوا"۔ آنحضرتؐ کے متعلق قرآن شریف میں ہے۔ اَتْمَمْتُ عَلَيْكَ نِعْمَتِيْ۔ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى تجھ پر میں نے اپنی نعمت کو پورا کیا۔ اور قریب ہے۔ کہ تیرا رب تجھے دیگا اور تو راضی ہوگا۔

(۴) آپ پر ہی خدا کی روح رکھی گئی۔ الہامی کلام میں روح سے مراد کلام الٰہی ہوتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ۔ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ۔

بے شک یہ پروردگار عالم کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ روح الامین نے اسے نازل کیا ہے۔ تیرے دل پر۔ تاکہ تو ڈرانے والوں میں سے ہو۔

(۵) پھر آپ نے ہی تمام قوموں کے درمیان عدالت جاری کرائی۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ انا انزلنا علیک الکتاب بالحق لتحکم بین الناس بما اراک اللہ۔ ہم نے تیری طرف کتاب اتاری

ہے۔ تاکہ تمام لوگوں کے درمیان حق اور انصاف کی عدالت جاری کرے۔ اس راہنمائی کے ماتحت جو خدا نے تجھے بخشی ہے۔

(۶) اس کا زوال نہ ہوگا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت اور دین دائمی ہے۔ اب قیامت تک کوئی نیا دین نہ ہوگا۔ اور نہ کوئی نئی شریعت ہوگی۔

(۷) نہ مسلا جائیگا۔ یعنی دشمن اس پر غالب نہ آئیں گے۔ اور نہ اس کے قتل پر قادر ہوں گے۔ بلکہ دشمنوں کے منصوبے اسے ہلاک کرنے کے ناکام رہیں گے۔ بعینہ ایسا ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہوا۔

(۸) "میں تیری حفاظت کروں گا"۔ اللہ تعالے نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کی۔ آپ کے ساتھیوں کی بھی حفاظت کی۔ اور آپؐ پر جو کلام اترا۔ اس کی بھی حفاظت کی۔ اس حفاظت کا نمونہ کسی اور شخص کی زندگی میں پایا نہیں جاتا۔ اور اس کا وعدہ قرآن شریف میں بھی دہرایا گیا۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ ہم ہی نے یہ نصیحت نامہ اتارا۔ اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔ اور واللہ یعصمک من الناس۔ اور خدا تجھے تمام لوگوں کے شر سے بچائے گا۔

(۹) ان آیات میں کھودی ہوئی مورتوں کا ذکر صاف تبلا رہا ہے کہ یہاں ایک ایسے نبی کا ذکر ہے۔ جسے بت پرستوں کے ساتھ مقابلہ

کرنا اور ان پر فتح پانا ہوگا۔ چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے راستہ میں سب سے پہلا اور سب سے بڑا خطرہ یہی تھا۔ کہ آپؐ بت پرستی کو مٹانا چاہتے تھے۔ اور بت پرست اقوام اپنے تمام زور اور طاقت کے ساتھ آپ کی مخالفت میں متحد ہو رہی تھیں۔ اور اپنے بتوں کی امداد میں مسلمانوں کو اور دین توحید کے بانی کو دنیا سے بالکل مٹا دینے پر کمر بستہ ہو رہی تھیں۔ مگر خدا تعالےٰ نے اس پیشگوئی کے مطابق جو پہلے سے بائبل میں موجود تھی۔ اور پھر قرآن شریف کی وحی میں اس کا اعادہ ہوا۔ بت پرستی کو مٹا دیا۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے ذریعہ سے سارے عرب میں خدائے واحد کی پرستش قائم ہو گئی۔ اور ایک خدا کی عبادت کے واسطے ہر جگہ مساجد بن گئیں۔

(۱۰) ایک نیا گیت گاؤ۔ یہ قرآن شریف کا نزول تھا۔ یورپ کے بعض مصنفین نے لکھا ہے۔ کہ قرآن شریف ایک poetry کا یعنی یہ کلام منظوم ہے۔ اسی واسطے بائبل نے بھی اسے نیا گیت کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ اور چونکہ قرآن شریف کے نزول سے پہلی تمام کتب منسوخ ہو گئیں۔ اس واسطے یہ ایک نیا گیت ہے۔

(۱۱) سمندروں پر سفر کرنے والے۔ اہل اسلام نے اسلام کی اشاعت میں شمالی اور جنوبی سمندروں کو طے کیا۔ جزائر مالٹا۔ جبل الطارق سندھ۔ سماٹرا۔ جاوا وغیرہ ان تمام ممالک میں دین اسلام ان مبلغین اسلام نے پہنچایا۔ اور پھیلایا۔ جنہوں نے سمندروں کے بڑے بڑے

سفر طے کیئے۔ صحابہ کرام کی اس شان کو اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔ وحملناھم فی البر والبحر۔ ہم نے انہیں اٹھایا خشکی میں اور سمندر میں۔ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سمندروں میں بھی سفر کرکے دور دور تک دینِ وحدت کا پیغام پہنچایا۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

(۱۲) قیدار حضرت اسمٰعیل کے ایک بیٹے کا نام ہے۔ جو عرب کے علاقہ حجاز میں آباد ہوا۔ اور اس کی اولاد اس علاقہ پر قابض ہوئی قیدار سے مراد قیداری لوگ اہل عرب ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے ذریعہ سے قیدار کی بستیوں سے اللہ اکبر کی آواز اٹھی

(۱۳) اسی طرح سے اس نبوت میں سلع کا لفظ ظاہر کر رہا ہے۔ کہ یہ پیشگوئی محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق ہے۔ اور کسی کے لئے نہیں۔ سلع مدینہ کی ایک پہاڑی کا نام ہے۔ اس کے رہنے والوں نے خوشی کا گیت گایا۔ جبکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ میں تشریف فرما ہوئے۔ ان آیات میں ان واقعات کی طرف بھی اشارہ ہے۔ جبکہ لشکر اسلام مدینہ سے روانہ ہوکر مکہ معظمہ میں پہنچا۔ اور جاء الحق وزھق الباطل کہتے ہوئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی چھڑی سے خانہ کعبہ کے بتوں کو اوندھا گرادیا۔

(۱۴) پھر محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی وہ رسول موعود ہیں۔

جن کے ذریعہ سے یہ پیشگوئی بھی پوری ہوئی۔ کہ خداوند ایک بہادر کی مانند نکلے گا۔ وہ جنگی مرد کی مانند اپنی غیرت کو اسکائیگا۔ کیونکہ آپ کو ہی اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ یا ایھا النبي جاھد الکفار و المنافقین واغلظ علیھم ۔ اے نبی کافروں اور منافقوں کے خلاف جہاد کر اور ان پر سختی کر۔ اور آپ ہی کے ذریعہ سے یہ حکم دیا گیا۔ کہ قاتلوا حتّٰی لا تکون فتنة ویکون الدّین للہ۔ جنگ کرو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے۔ اور دین کے معاملہ میں سب کو آزادی حاصل ہو۔

یسعیاہ نبی کی یہ پیشگوئی حرف بحرف رسول کریم صلے اللہ علیہ والہ وسلم پر صادق آتی ہے۔ اور اس ساری عبارت میں بالخصوص الفاظ سورتیں۔ قیدار۔ سلع۔ جنگی مرد قابلِ غور ہیں۔

(۶) محمدیم

غزل الغزلیات باب ۵ آیت ۹ ۔ "تیرے محبوب کو دوسرے محبوب کی نسبت سے کیا فضیلت ہے۔ اے تو جو عورتوں میں جمیلہ ہے۔ تیرے محبوب کو دوسرے محبوب سے کیا فوقیت ہے۔ جو تو ہمیں ایسی قسم دیتی ہے۔ میرا محبوب سرخ وسفید ہے۔ دس ہزار آدمیوں کے درمیان میں وہ جھنڈے کی طرح کھڑا ہوتا ہے۔ .... وہ خوبی میں رشک سرو ہے۔ اس کا منہ شیرینی ہے۔ ہاں وہ سراپا محمد

ہے۔ اسے یروشلم کی بیٹیو۔ یہ میرا پیارا۔ یہ میرا جانی ہے"۔
اس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا نام محمد بطور پیشگوئی کے لایا گیا ہے۔ اور دس ہزار کا انہیں سردار بیان کیا ہے یہ وہی دس ہزار قدوسی ہیں جن کا ذکر بائبل میں دوسری جگہ بھی ہے۔ اور جو فتح مکہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ تھے۔ بنی اسرائیل کو مخاطب کر کے آگاہ کیا گیا ہے کہ خدا تعالےٰ کا سب سے زیادہ پیارا وہ ہے۔ جس کا یہ حلیہ ہے۔ اس کے ہاتھ ایسے اس کے پاؤں ایسے وغیرہ۔ لیکن وہ سارے کا سارا مجموعی طور پر محمد ہے۔ یہاں بعض لوگ کہتے ہیں۔ کہ اس آیت میں لفظ محمد نہیں۔ بلکہ محمدیم ہے۔ لیکن عبرانی زبان جاننے والے جانتے ہیں۔ کہ عبرانی زبان میں یم علامت جمع ہے۔ اور جب کوئی بڑی قدر کا شخص اور عظیم الشان ہوتا ہے۔ تو اس کے اسم کو بھی جمع بنا لیتے ہیں جیسا کہ خدا کا نام الوہ ہے۔ مگر تعظیم کے واسطے الوہیم کہتے ہیں۔ اسی طرح بعل جو ایک بت کا نام تھا۔ جس کو نہایت عظیم الشان سمجھتے تھے۔ اس کو بعلیم کہتے تھے۔ اس طرح اس مقام پر بھی حضرت سلیمان نے بہ سبب ذی قدر اور عظیم الشان ہونے اپنے محبوب کے اس کے نام کو بھی صیغہ جمع کی صورت میں بیان کیا ہے۔

(۷) نبوکدنضر بادشاہ کی خواب

بائبل کی کتاب دانیال میں لکھا ہے۔ کہ اس زمانہ میں نبوکدنضر

بادشاہ نے ایک پریشان کرنے والا خواب دیکھا۔ مگر خواب بھول گیا۔ سو اس نے ملک بھر کے فالگیروں۔ نجومیوں۔ جادوگروں اور کسدیوں کو بلایا۔ اور انہیں کہا۔ کہ بتلاؤ۔ میں نے کیا خواب دیکھا تھا۔ اور اس کی کیا تعبیر ہے۔ وہ سب حیران ہوئے۔ کہ تعبیر تو ہم بتلادیں گے۔ مگر خواب کیسے بتلاویں۔ بادشاہ نے کہا۔ کہ اگر تم خواب نہیں بتلا سکتے۔ تو تم جھوٹے ہو۔ اور تعبیر بتلانے کے بھی قابل نہیں۔ یونہی اناپ شناپ بکواس کر دیتے ہو۔ اس واسطے تم سب واجب القتل ہو۔ اور حکم دیا۔ کہ بابل کے تمام حکیموں۔ فالگیروں۔ نجومیوں۔ جادوگروں اور کسدیوں کو پکڑو۔ اور قتل کردو۔ اس وقت بادشاہ کی رعیت میں دانیال نبی اور اس کے رفقاء چند یہود بھی حکمار میں شمار ہوتے تھے۔ انہیں بھی خطرہ ہوا۔ کہ وہ ناحق قتل کئے جائیں گے۔ اسواسطے دانیال بادشاہ کے وزرار کے ذریعہ سے بادشاہ تک پہنچا۔ اور اس سے مہلت مانگی۔ اور اس قتل عام کو رکوایا۔ اور اپنے گھر میں آکر اپنے رفقاء سمیت خدا کے آگے دعائیں کیں تب اللہ تعالٰے نے خواب میں دانیال پر وہ راز کھول دیا۔ اور اُس نے بادشاہ کے حضور میں جاکر خواب اور اس کی تعبیر ہر دو بیان کردیئے اور بادشاہ بہت خوش ہوا۔ اور دانیال کی بہت عزت کی۔ وہ خواب اسکی تعبیر بالفاظ دانیال نبی یہ ہے۔ کتاب دانیال باب ۲ آیت ۳۱؛

" بادشاہ اپنے پلنگ پر لیٹا ہوا خیال کرنے لگا۔ کہ آئندہ کیا ہوگا۔ تب اس نے ایک بڑی مورت دیکھی۔ جس کا سر سونے کا تھا۔ سینہ

اور بازو چاندی کے تھے۔ شکم اور رانیں تانبے کی تھیں۔ اس کی ٹانگیں لوہے کی اور اس کے پاؤں کچھ لوہے کے اور کچھ مٹی کے تھے۔ بادشاہ اس مورت کو دیکھتا رہا۔ یہاں تک کہ ایک پتھر بغیر اس کے کہ کوئی ہاتھ سے کاٹ کے نکالے۔ آپ سے نکلا۔ جو اس مورت کے پاؤں پر لگا۔ اور انہیں ٹکڑے ٹکڑے کیا۔ تب لوہا اور مٹی اور تانبا اور چاندی اور سونا سب ٹکڑے ٹکڑے کئے گئے۔ اور بھوسی کی طرح ہو کر ہوا میں اڑائے گئے۔ اور وہ پتھر جس نے اس مورت کو توڑا۔ ایک بڑا پہاڑ بن گیا۔ اور تمام زمین کو بھر دیا۔

یہ تو ہوئی خواب اب اس کی تعبیر جو دانیال نبی نے کی۔ یہ ہے۔ سونے کا سر نبوکدنضر کی سلطنت ہے۔ اور اس کے بعد ایک اور سلطنت اس سے کم طاقت والی ہوگی۔ وہ چاندی دکھائی گئی۔ پھر اس کے بعد ایک اور سلطنت اس سے کم طاقت والی ہوگی۔ جو خواب میں تانبہ دکھائی گئی۔ پھر ایک چوتھی سلطنت لوہے کی مانند مضبوط ہوگی۔ اس سلطنت میں پھر تفرقہ ہوگا۔ جو کچھ لوہا اور کچھ مٹی کر کے دکھایا گیا۔ پھر دانیال کہتا ہے۔ کہ ان آخری سلطنتوں کے ایام میں آسمان کا خدا ایک سلطنت برپا کرے گا۔ جو تا ابد نیست نہ ہووے گی۔ اور وہ سلطنت دوسری قوم کے قبضے میں نہ پڑیگی۔ وہ ان سب مملکتوں کو ٹکڑے ٹکڑے اور نیست کریگی۔ اور وہی تا ابد قائم رہے گی۔ جیسا کہ تو نے دیکھا۔ کہ وہ پتھر بغیر اس کے کہ کوئی ہاتھ سے اس کو پہاڑ سے کاٹ کر نکالے آپ سے آپ نکلا۔ اور اُس نے لوہے اور تانبے اور مٹی اور چاندی اور سونے کو ٹکڑے ٹکڑے کیا۔

خدا تعالیٰ نے بادشاہ کو وہ کچھ دکھایا۔ جو آگے کو ہونے والا ہے۔ اور یہی خواب یقینی ہے۔ اور اسکی تعبیر یقینی"۔

اب اس خواب اور اس کی تعبیر کو جو بائبل میں بطور پیشگوئی کے بیان کی گئی۔ دنیا کی تاریخ کے ساتھ مطابقت کرکے دیکھا جائے۔ تو صاف ظاہر ہے کہ (۱) سونے کا سر بابل کا بادشاہ ہے۔

(۲) چاندی کے بازو سے مراد فارسی اور مادی مجموعہ سلطنت ہے۔ کیونکہ دارا مادی تھا۔ (ملاحظہ ہو دانیال ۵ باب ۳۱ آیت اور ۶ باب ۲۸ آیت)

(۳) تانبے کی رانیں۔ اس سے مراد ایشیا اور یورپ کا بادشاہ سکندر ہے۔

(۴) لوہے کی ٹانگیں۔ یہ غربی اور شرقی رومی سلطنت ہے۔ جو آخر دس سلطنتوں میں تقسیم ہوئی۔ لوہے اور مٹی کی دس انگلیاں یہی دس سلطنتیں ہیں۔ جو بعض قوی اور بعض ضعیف تھیں۔ اس رومی سلطنت کی آخری گیارھویں شاخ ہرقل ہے۔ اسکی نسبت کہا گیا۔ کہ وہ خدا کے مخالف باتیں کریگا۔ ملاحظہ ہو دانیال ۷ باب ۲۵ آیت۔ کیونکہ وہ توحید پر قائم نہ تھا۔

پھر دانیال کہتا ہے۔ کہ ایک شخص آدم زاد کی مانند آسمان کے بادلوں کے ساتھ آیا۔ اور قدیم الایام تک پہنچا۔ وہ اسے اس کے آگے لائے۔ اور تسلط اور حشمت اور سلطنت اسے دی گئی۔ کہ سب قومیں اور امتیں اور مختلف زبان بولنے والے اس کی خدمتگزاری کریں۔ اس کی سلطنت ابدی سلطنت ہے۔ جو نیاتی نہ رہے گی۔ اور اس کی مملکت ایسی ہے۔ جو

زائل نہ ہوگی۔

اب تاریخ زمانہ پر غور کرکے دیکھنا چاہیئے۔ ہرقل کے وقت نبی عرب کا ظہور ہوا۔ اور نبی عرب کی سلطنت بلاد عرب۔ شام۔ فارس وغیرہ تمام ملکوں میں پھیل گئی۔ ہرقل کو ایک مدت مدید اور زمانی مدت مہلت دی گئی۔ جیسا کہ دانیال باب ۷ میں پیشگوئی ہے۔ چنانچہ ہرقل آنحضرت صلے اللہ علیہ والہ وسلم کے زمانہ میں ایک سال ابوبکر کے ایام خلافت میں دو سال اور عمر کی خلافت میں چھ ماہ تک رہا۔

پھر وہ بات پوری ہوئی۔ جو دانیال ۲ باب ۴۳ آیت میں ہے۔ کہ ایک پتھر نکلا۔ جس نے اسے مار اڑایا۔ اور وہ پتھر پہاڑ بن گیا۔

اب غور کرنا چاہیئے کہ وہ پتھر کون ہے۔ جس سے فارس، بادشاہت اور بابل اور پاک زمین۔ سے روم تک کی سلطنتیں تباہ ہوئیں۔

تاریخ زمانہ اور واقعات پیش آمدہ بتلا رہے ہیں۔ کہ یہ پیشگوئی دین اور سلطنت اسلام کے ظہور سے پوری ہوئی۔ اس کے سوا اور کہیں اس کی مطابقت نہیں ہو سکتی۔

(۲۸) کونے کا پتھر

زبور باب ۱۱۸ آیت ۲۲ میں لکھا ہے۔ "وہ پتھر جسے معماروں نے رد کیا۔ کونے کا سرا ہوگیا ہے۔ یہ خداوند سے ہوا۔ جو ہماری نظروں میں عجیب ہے۔"

اس پیشگوئی کو یسعیا نبی کے باب ۲۸ آیت ۱۶ میں دہرایا گیا ہے۔ اور پھر یسوع مسیح نے انگورستان کی مثال کے بعد اسے یوں بیان کیا ہے۔ متی باب ۲۱ آیت ۴۲۔ "یسوع نے انہیں کہا۔ کیا تم نے نوشتوں میں کبھی نہیں پڑھا۔ کہ جس پتھر کو راجگیروں نے ناپسند کیا وہی کونے کا سرا ہُوا۔ یہ خداوند کی طرف سے ہے۔ اور ہماری نظروں میں عجیب۔ اس لئے میں تم سے کہتا ہوں۔ کہ خدا کی بادشاہت تم سے لے لی جائے گی۔ اور ایک قوم کو جو اس کے لئے پھل لاوے۔ دیدی جاویگی۔ جو اس پتھر پر گریگا۔ چُور ہو جائیگا۔ پر جس پر وہ گرے اسے پیس ڈالے گا۔ اس پیشگوئی میں معمار بنی اسرائیل ہیں۔ جنہوں نے بنی اسمٰعیل کو حقیر جانا۔ اور اپنے تئیں خدا کا فرزند اور برگزیدہ قرار دیا۔ یسوع مسیح انہیں متنبّہ کرتا ہے۔ کہ اب آسمانی بادشاہت ان کی بداعمالیوں کے سبب ان سے چھین لی جائیگی۔ اور ایک دوسری قوم کو دی جائے گی۔ جسے اگرچہ بنی اسرائیل نے رد کیا۔ مگر وہ کونے کا پتھر ہوئی۔ یعنی خاص قوت اور نشان کی جگہ۔ یہ پیشگوئی ظاہر اور باطن میں پوری ہوئی۔ یہود میں مسیح کے بعد کوئی نبی نہ ہُوا۔ یہ روحانی بادشاہی کے کھو یا جانے کا نشان تھا۔ اور پھر کوئی ظاہری بادشاہ بھی نہ ہُوا اور بنی اسمٰعیل میں محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ظاہری بادشاہ بھی ہوئے۔ اور خانہ کعبہ میں حجر اسود کونے کا پتھر اس پیشگوئی کی یادگار کو ظاہری الفاظ میں ہمیشہ پورا کرتا رہا۔ اور وہ زمینیں جو

پہلے یہود کی تھیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اصحاب ان پر قابض ہوئے۔ جو اسلامیوں پر گرا۔ وہ چور ہوا۔ اور جس پر وہ گرے وہ پس گیا۔ پہلے امر کی مثال غزوہ بدر میں ظاہر ہے۔ اور دوسرے امر کے واسطے بابل وغیرہ بلاد کی سیر کر کے دیکھنا چاہیئے۔ کہ بابل کن لوگوں کے طفیل پس گیا۔ یہ وہی پتھر ہے۔ جس کا ذکر دانیال باب ۲ آیت ۳۴ میں ہے۔ کہ وہ چھوٹا سا پتھر پہاڑ بن گیا۔ یہی وہ پتھر ہے۔ جس سے فارسی بادشاہت اور بابل اور پاک زمین سے روم تک تباہی آئی۔ مسیح بھی کہتا ہے۔ کہ باغبان جب بیٹے کو ماریگا۔ تب وہ پتھر نکلیگا۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان سلطنتوں کی تباہی کی پیشگوئی ان الفاظ میں کی ہے۔ ھلک کسریٰ فلا کسریٰ بعدہ و ھلک قیصر فلا قیصر بعدہ۔ کسریٰ ہلاک ہوا۔ اس کے بعد پھر کسریٰ نہ ہوگا۔ قیصر ہلاک ہوا۔ اس کے بعد پھر وہاں قیصر نہ ہوگا۔ ان دونوں خاندانوں کا ہمیشہ کے واسطے خاتمہ ہوا۔ اور اس خاتمہ کا سبب وہی کونے کا پتھر ہوا۔

قدیم زمانے میں تصویری تحریر کا عام رواج تھا۔ محسوسات کے اشکال پر اشارات اور کنایات سے گفتگو کرنا مروّج تھا۔ خصوصاً ان پڑھ قوم کے لئے یہ تصویری زبان نہایت ضروری تھی۔ اسی واسطے قدیم زمانے سے نبی عرب سے پہلے خاص مکّے میں خانہ کعبہ کے کونے پر ایک بن گھڑا پتھر رکھا ہوا تھا۔ اور اس کو ہاتھ لگانا اور چھونا حج میں

ایک ضروری رسم تھی۔ اس پتھر کو ید الرحمٰن فی الارض کہتے تھے۔ یہ پتھر رسول عربی کے شہر میں گویا رسول خدا کی بشارت تصویری زبان میں تھی۔

(۹) احمد

حبقوق باب ۳ آیت ۳۔ "خدا جنوب سے اور وہ جو قدوس ہے۔ فاران سے آیا۔ (سلاہ) اسکی شوکت سے آسمان چھپ گیا۔ اور زمین اس کی حمد سے معمور ہوئی" یہ پیشگوئی حبقوق نبی کر رہا ہے جو فلسطین میں رہتا تھا۔ اور خدا سے ایک مظہر کی آمد کا جنوب کی طرف۔ اور فاران کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ فلسطین کے جنوب میں عرب اور حجاز ہے۔ حجاز اور فاران ایک ہی علاقہ کا نام ہے۔ زمین اسکی حمد سے معمور ہوئی۔ کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سب جگہ حمد ہوئی۔ خود لفظ محمد کے معنے ہیں جسکی حمد کیا گیا۔ گویا ایک رنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا نام بھی اس پیشگوئی میں بتلایا گیا ہے۔ بلکہ عربی کی بائبلوں میں تو صاف لفظ احمد کا آگیا ہے۔ وامتلأت الارض من تحمید احمد (زمین احمد کی ستائش سے بھر گئی) موجودہ عربی بائبل میں یہ فقرہ ہے: "جلاله غطی السموات والارض امتلأت من تسبیحه" (حبقوق صفحہ ۳:۳)

اس جگہ یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ بائبل نے اپنے محاورہ کے مطابق اللہ تعالےٰ کے برگزیدوں کو خدا کا بیٹا قرار دیا ہے۔ اس واسطے ان تمام برگزیدوں کے سرتاج اور سب سے ممتاز انسان کی

آمد کو خود خدا کی آمد سے تعبیر کیا ہے۔

(۱۰) حمدت

(۱۰) حجی نبی کی کتاب باب ۲ آیت ۷ میں لکھا ہے :- "رب الافواج یوں فرماتا ہے کہ ہنوز ایک مرتبہ اور تھوڑی سی مدت بعد میں آسمان اور زمین اور تری اور خشکی کو ہلا دوں گا۔ بلکہ میں ساری قوموں کو ہلا دوں گا۔ اور حمدت سب قوموں کا آوے گا۔ اور میں اس گھر کو جلال سے بھر دوں گا۔ رب الافواج فرماتا ہے"

اس آیت میں لفظ "حمدت" (חמדת) آیا ہے۔ اسی مادے سے محمد اور احمد اور حامد اور محمود ہمارے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام نکلے ہیں۔ اور اس بشارت میں لفظ حمدت کے کہنے سے صاف ظاہر ہے کہ جس شخص کے مبعوث ہونے کی اس میں بشارت ہے۔ وہ شخص ایسا ہے کہ اس کا نام حمد کے مادے سے مشتق ہے۔ اور وہ کوئی نہیں سوائے محمد مصطفٰی اور احمد مجتبٰی کے۔ عربی تراجم میں "حمدت" والی آیت کا ترجمہ یوں لکھا ہے :-

"ویأتی مشتہی الاقوام"

کہ تمام قوموں کا محبوب آئیگا۔ یعنی وہ جو حمد کیا جائیگا۔ اور اسی بنا پر لوگ اس سے محبت کریں گے۔

(۱۱) وہ نبی

انجیل یوحنا باب ایک آیت ۱۹-۲۰ میں لکھا ہے:-

"جب یہودیوں نے یروشلم سے کاہنوں اور لاویوں کو بھیجا۔ کہ اس سے پوچھیں۔ کہ تو کون ہے۔ اور اس نے اقرار کیا۔ اور انکار نہ کیا۔ بلکہ اقرار کیا۔ کہ میں مسیح نہیں ہوں۔ تب انہوں نے اس سے پوچھا۔ تو اور کون ہے۔ کیا تو ایلیاس ہے۔ اس نے کہا۔ میں نہیں ہوں۔ (پھر انہوں نے پوچھا) پس آیا تو **وہ نبی** ہے۔ یوحنا نے جواب دیا نہیں"۔

ان آیتوں سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ یہود لوگ پہلی پیشگوئیوں کے مطابق تین شخصوں کے آنے کے منتظر تھے۔ ایلیاس۔ مسیح اور وہ نبی۔ ایلیاس بقول مسیح یوحنا تھا۔ اور مسیح وہ خود تھا۔ اب باقی وہ نبی رہا۔ جو ایلیاس اور مسیح کے علاوہ آنے والا تھا۔ اور وہ پیغمبر ایسا مشہور تھا۔ کہ بجائے نام کے صرف اشارہ ہی اس کے بتانے کو کافی تھا۔ مسلم لٹریچر خود اس امر کا گواہ ہے۔ کہ صرف حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود باجود ہے۔ جسے آنحضرت کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ یعنی وہ نبی۔ سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کبھی کسی اور کے واسطے یہ کلمہ استعمال نہیں کیا گیا اور یہ مشہور پیغمبر کون ہو سکتا ہے۔ بجز اس کے کہ جس کے سبب

خدا تعالٰے نے ابراھیم و اسمٰعیل کو برکت دی۔ اور جس کی نسبت خدا تعالٰے نے موسٰی سے کہا۔ کہ تیرے بھائیوں میں تجھ سا پیغمبر پیدا کروں گا۔ اور جس کی نسبت سلیمان نے کہا۔ میرا محبوب سرخ وسفید سب میں تعریف کیا گیا محمد ہے۔ یہی میرا مطلوب اور یہی میرا محبوب ہے۔ اور جس کی نسبت حجی نبی نے فرمایا۔ کہ حمد سب قوموں کا آویگا اور جس کی نسبت حضرت عیسٰی نے فرمایا۔ "میرا جانا ضرور ہے۔ تاکہ فارقلیط آوے"۔ ؎۱

یہ بات بھی نشانات اور خوارق میں سے ہے۔ کہ رسول پاک کے واسطے لٹریچر میں کلمۂ "آنحضرت" ایسا مخصوص ہو گیا ہے۔ کہ اگرچہ انشائے ایشیا میں حضرت کا لفظ تمام انبیاء۔ اولیاء۔ علماء۔ بلکہ بادشاہوں اور دیگر بزرگوں کے واسطے استعمال ہوتا ہے لیکن آنحضرت کا لفظ سوائے حضرت محمد المصطفٰی والمجتبٰی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اور کسی کے واسطے کبھی کسی نے استعمال نہیں کیا۔ یہ قدرت خداوندی کا ایک زبردست ہاتھ ہے۔ جس کے قبضہ میں تمام دل ہیں۔ کہ کبھی کسی کو نہ یہ خیال ہوا۔ اور نہ یہ توفیق ہوئی۔ کہ وہ آنحضرت کا لفظ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سوائے کسی اور کے واسطے استعمال کرے۔ یہ سب کچھ قدرت

؎۱ فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب۔

خداوندی سے اس واسطے ہوا۔ کہ بائبل کی وہ پیشگوئی بھی پوری ہو۔ جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو وہ نبی کر کے پکارا گیا ہے۔

(۱۲) باغبانوں کا تبادلہ

متی ۲۱ باب ۳۳ آیت۔ یسوع مسیح فرماتا ہے "ایک اور تمثیل سنو۔ ایک گھر کا مالک تھا۔ جس نے انگورستان لگایا۔ اور اسکی چاروں طرف روندھا۔ اور اس کے بیچ میں کھود کے کولھو گاڑا اور برج بنایا۔ اور باغبانوں کو سونپ کے آپ پردیس گیا۔ اور جب میوہ کا موسم قریب آیا۔ اس نے اپنے نوکروں کو باغبانوں کے پاس بھیجا۔ کہ اس کا پھل لاویں۔ پر ان باغبانوں نے اس کے نوکروں کو پکڑ کے ایک کو پیٹا۔ اور ایک کو مار ڈالا۔ اور ایک کو پتھراؤ کیا۔ پھر اس نے اور نوکروں کو جو پہلوں سے بڑھ کر تھے۔ بھیجا۔ انہوں نے ان کے ساتھ بھی ویسا ہی کیا۔ آخر اس نے اپنے بیٹے کو اُن کے پاس یہ کہہ کر بھیجا۔ کہ وے میرے بیٹے سے دبینگے۔ لیکن جب باغبانوں نے بیٹے کو دیکھا۔ آپس میں کہنے لگے۔ وارث یہی ہے۔ آؤ اسے مار ڈالیں۔ کہ اسکی میراث ہماری ہو جائے۔ اور اسے پکڑ کے اور انگورستان کے باہر لے جا کر قتل کیا۔ جب انگورستان کا مالک آویگا۔ تو ان باغبانوں کے ساتھ کیا کرے گا وے اسے بولے۔ ان بدوں کو بری طرح مار ڈالے گا۔ اور انگورستان

کو اور باغبانوں کو سونپے گا۔ جو اسے موسم پر میوہ پہنچائیں"۔

اس تمثیل میں بنی اسرائیل کی ساری ہسٹری کو اختصاراً بیان کیا گیا۔ کس طرح ابتدا میں یہ قوم برگزیدہ ہوئی۔ الٰہی باغ ان کے سپرد ہوا۔ پر انہوں نے مالک کے بھیجے ہوئے نبیوں اور رسولوں کے ساتھ بدسلوکی کی۔ کسی کو مارا۔ کسی کا انکار کیا۔ اور بالآخر مسیح کے قتل کا منصوبہ کیا۔ اور اپنی طرف سے اسے قتل ہی کر ڈالا۔ اس کا نتیجہ کیا ہوا۔ کہ آخر مالک خود آیا۔ یعنی خدا تعالیٰ کا جلال اس کے ایک عظیم الشان نبی کے ذریعہ سے ظاہر ہوا۔ جس نے یہود کو سزا دی۔ نبوت اور سلطنت ہمیشہ کے واسطے یہود سے چھین کر بنی اسمٰعیل کو دی گئی۔ زمانہ کی تاریخ نے اس تمثیلی پیشگوئی کی صداقت کو دنیا پر نمایاں کر دیا۔ حضرت محمد صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم اور آپ کی امت اس روحانیت اور بادشاہت کی وارث ہوئی۔ جو پہلے بنی اسرائیل کے پاس تھی۔

اس تمثیل میں باغبان کے نوکر اوریا۔ یرمیا۔ ذکریا۔ یوحنّا وغیرہ انبیا تھے۔ جن کے ساتھ یہود نے بدسلوکی کی۔ باغ ملک فلسطین اور شریعت موسیٰ تھے۔ بیٹا مسیح یسوع تھا۔ باغبان بنی اسرائیل تھے مالک نے بالآخر ان سے باغ لے لیا۔ اور بنی اسماعیل کو دیا۔ جنہوں نے موسم پر پھل دیا۔ حج کے ایام کو بھی موسم کہتے ہیں۔

(۱۳) مسیح کے بعد آنیوالا نبی

انجیل کی کتاب اعمال باب ۳ آیت ۱۹ میں توریت کی ۱۸ باب والی پیشگوئی کو پھر دہرایا گیا ہے۔ جس سے ظاہر ہے۔ کہ مسیح کے حواریوں نے اس امر کو تسلیم کیا۔ کہ مسیح ناصری کے آنے سے یہ پیشگوئی پوری نہ ہوئی تھی۔ بلکہ ہنوز اس کے پورا ہونے کا انتظار تھا۔ چنانچہ لکھا ہے:

"پس توبہ کرو۔ اور متوجہ ہو۔ کہ تمہارے گناہ مٹائے جائیں۔ تاکہ خداوند کے حضور سے تازگی بخش ایام آئیں۔ اور یسوع مسیح کو پھر بھیجے جس کی منادی تم لوگوں کے درمیان آگے سے ہوئی۔ ضرور ہے۔ کہ آسمان اسے لئے رہے۔ اس وقت تک کہ سب چیزیں جن کا ذکر خدا نے اپنے سب پاک نبیوں کی زبانی شروع سے کیا۔ اپنی حالت پر آویں۔ کیونکہ موسیٰ نے باپ دادوں سے کہا۔ کہ خداوند جو تمہارا خدا ہے۔ تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے لئے ایک نبی میری مانند اٹھاویگا۔ جو کچھ وہ تمہیں کہے۔ اسکی سب سنو۔ اور ایسا ہوگا۔ کہ ہر نفس جو اس نبی کی نہ سنے۔ وہ قوم میں سے نیست کیا جائیگا۔ بلکہ سب نبیوں نے سموئیل سے لے کر پچھلوں تک جتنوں نے کلام کیا۔ ان دنوں کی خبر دی ہے۔ تم نبیوں کی اولاد اور اس عہد کے ہو۔ جو خدا نے باپ دادوں سے باندھا ہے۔ جب ابراہام سے کہا۔ کہ تیری اولاد سے دنیا کے سارے گھرانے برکت پائیں گے۔ تمہارے پاس خدا نے اپنے

بیٹے یسوع کو اٹھا کے پہلے بھیجا۔ کہ تم میں سے ہر ایک کو اسکی بدیوں سے پھیر کے برکت دے"۔

پطرس کے اس کلام سے ظاہر ہے۔ کہ مسیح اور اس کے حواریوں کا ایمان اور یقین تھا کہ جس نبی کی آمد کی پیشگوئی موسےٰ نے کی تھی۔ کہ وہ اسکی مانند بنی اسرائیل کے بھائیوں میں سے ہوگا۔ وہ نبی واقعہ صلیب کے بعد اور مسیح کی آمد ثانی سے قبل دنیا میں ظاہر ہونے والا تھا۔ مسیح کی آمد اوّل اور آمد ثانی کے درمیان اس کا ظہور ہونا تھا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوُا۔ کہ مسیح کی آمد اوّل سے قریباً ۶۰۰ سال بعد اور مسیح کی آمد ثانی سے قریباً ۱۳۰۰ سال قبل وہ ظاہر ہوُا۔ پطرس کے اس کلام سے یہ بھی ظاہر ہے۔ کہ اس نبی کا آنا ایک ایسا اہم روحانی واقعہ ہے۔ کہ نہ صرف موسےٰ نے بلکہ اس کے بعد سموئیل سے لے کر ہر ایک نبی نے اس کے متعلق نبوت کی اور بشارت دی۔

(۱۴) حکم کرنے والا

یوحنا باب ۱۲ آیت ۴۷۔ یسوع مسیح فرماتا ہے:۔ "اگر کوئی شخص میری باتیں سنے۔ اور ایمان نہ لاوے۔ تو میں اس پر حکم نہیں کرتا۔ .... جو میری رد کر دیتا۔ اور میری باتوں کو قبول نہیں کرتا ہے۔ اس کے لئے ایک حکم کرنے والا ہے"۔

اب قابل غور یہ امر ہے۔ کہ وہ حکم کرنے والا کون ہے۔ جو یسوع

مسیح کے بعد آنے والا ہے۔ مرقس باب ۱۶ آیت ۱۶ میں لکھا ہے۔ جو ایمان نہیں لاتا۔ اس پر حکم کیا جائیگا۔ یہ حکم کرنے والا کون ہے۔

مسیح کا طریق نرمی اور محبت اور کسی کو سزا نہ دینے کا تھا۔ مگر موسےٰ نے بدکاروں کو سزا دی۔ اور پھر مسیح کے بعد محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وجود میں ایک ایسا آخری نبی ظاہر ہُوا۔ جو موسےٰ کی طرح شریعت لایا۔ اور موسےٰ کی طرح کفار پر حکم کرنے والا ہُوا۔ اس نے مسیح کے دشمنوں پر بھی حکم کیا۔ اور اپنے دشمنوں پر بھی حکم کیا۔

قرآن شریف میں اسکو یوں بیان کیا گیا ہے۔ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللّٰهُ (سورۃ نساء رکوع ۱۶) تاکہ تو لوگوں میں حکم کرے۔ اس کے ذریعہ سے جو اللہ نے تجھے دکھلایا ہے۔

وَأَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ۔ سورۃ مائدہ رکوع ۷۔ اور خدا نے جو کچھ تجھ پر نازل کیا ہے۔ اور اس کے ذریعہ سے لوگوں پر حکم کر۔ یہ موعود حاکم وہی ہو سکتا ہے۔ جو خدا کی طرف سے حکومت کا عہدہ لینے کے قابل ہو۔ اور اس پر روح القدس کا نزول ہوتا ہو وحی اس پر آتی ہو۔ اور ایسا شخص مسیح کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سوائے اور کوئی نہ تھا۔

(۱۵) تسلّی دینے والا

یوحنا باب ۱۴ آیت ۱۵۔ "اگر تم مجھے پیار کرتے ہو۔ تو میرے حکموں

پر عمل کرو۔ اور میں اپنے باپ سے درخواست کروں گا۔ اور وہ تمہیں دوسرا تسلی دینے والا بخشیگا۔ کہ ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے" یہ دوسرا تسلی دینے والا کون ہے۔ یسوع مسیح کے بعد محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی عظیم الشان نبی نہ ہوا۔ اس نے تسلی دی۔ کیونکہ اس نے مسیح کو صلیب پر مرنے کے الزام سے پاک کیا۔ اس نے سچائی کی راہ بتلائی۔ اپنے پاس سے کچھ نہ کہا۔ بلکہ وہی کہا۔ جو خدا نے اسے بتلایا۔ جو سنا۔ سو کہا۔ اور مسیح کی بزرگی کی۔ روح القدس اور روح الحق ہی قرآن شریف لائے۔ قرآن شریف میں لکھا ہے۔

قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ (سورۃ مومن رکوع ۷)
انہیں کہہ دو۔ کہ اسے روح القدس نے اتارا ہے۔ حق کے ساتھ تیرے رب کی طرف سے۔

قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ (بنی اسرائیل رکوع ۹) انہیں کہہ دو کہ حق آگیا۔ اور جھوٹ بھاگ گیا۔

وہ روح جو حواریوں پر اترتی تھی۔ وہ تو اس وقت بھی ان میں موجود تھی۔ یسوع مسیح خدا کا پیارا بندہ تھا۔ روح القدس ہر وقت اس کے ساتھ تھی۔ اور وہ حواریوں کے اندر موجود تھا۔ پس باپ سے مانگ کر بھجوانے کی کیا ضرورت تھی۔ یہ تو کسی بعد میں آنے والے کے متعلق ایک خبر اور پیشگوئی ہے۔ چنانچہ مسیح نے فرمایا۔ میرا جانا بہتر ہے۔ میں جاؤں تو وہ آئے۔ یوحنا ۱۶ باب آیت ۷۔ اس سے صاف

ظاہر ہے۔ کہ جس روح کی آمد کی یہاں خبر ہے۔ وہ مسیح کے وقت موجود نہ تھی۔ کیونکہ روح القدس تو یوحنا بپتسمہ دینے والے کے وقت سے برابر مسیح کے ساتھ تھی۔ پھر آنے والے روح کی یہ نشانی بھی لکھی ہے۔ کہ وہ روح سزا دیگی۔ دیکھو باب ۱۶ آیت ۷۔ حواریوں پر جو اتری وہ کسی کے واسطے سزا دینے والی نہ ہوئی۔ پھر اسی روح کی ایک نشانی یوحنا باب ۱۶ آیت ۱۲ میں یہ لکھی ہے۔ کہ وہ روح ایسی باتیں بتلائے گی۔ جو مسیح نہیں بتلا سکا۔ یہ اس کامل شریعت کی طرف اشارہ تھا۔ جو محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لانے والے تھے۔

(۱۶) پندرہ نشانات

کتاب مکاشفات باب ۱۹ آیت ۱۱ میں لکھا ہے: " پھر میں نے آسمان کو کھلا ہوا دیکھا۔ اور دیکھو ایک نقرئی گھوڑا اور اس کا سوار امانتدار اور سچا کہلاتا ہے۔ اور وہ راستی سے عدالت کرتا ہے۔ اور لڑتا ہے۔ اور اسکی آنکھیں آگ کے شعلے کی مانند اور اس کے سر پر بہت سے تاج اور اس کا ایک نام لکھا ہوا ہے۔ جسے اس کے سوائے کسی نے نہ جانا۔ اور خون میں ڈوبا ہوا لباس وہ پہنے تھا۔ اور اس کا نام کلام خدا ہے۔ اور وے فوجیں جو آسمان میں ہیں۔ صاف اور سفید اور کتانی لباس پہنے ہوئے نقرئی گھوڑوں پر اس کے پیچھے ہولیں اور اس کے منہ سے ایک تیز تلوار نکلتی ہے

کہ وہ اس سے قوموں کو مارے۔ اور وہ لوہے کے عصا[۱۳] سے ان پر حکمرانی کرے گا۔ اور وہ خود قادر مطلق خدا کے قہر و غضب[۱۴] کی مے کے کولھوں میں روندتا ہے۔ اور اس کے لباس اور اس کی ران پر یہ نام لکھا ہے۔ **بادشاہوں کا بادشاہ اور خداوندوں کا خداوند**"

یہ مکاشفہ صاف طور پر حضرت محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے واقعات زندگی پر مطابقت پاتا ہے۔ اس میں مَیں نے پندرہ لفظوں پر نشان کیا ہے۔ اب ہر لفظ کی تشریح الگ الگ کی جاتی ہے۔

(۱) آسمان کو کھلا ہُوا دیکھا۔ اس سے مراد عظیم الشان وحی الٰہی کا نزول ہے۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ظہور سے ہُوا۔ چنانچہ اس کے متعلق اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے۔

اولم یر الذین کفروا ان السموات والارض کانتا رتقا ففتقنٰھما وجعلنا من الماء کل شیء حي (سورہ انبیاء رکوع ۳)

کیا منکر اس نظارہ پر غور نہیں کرتے۔ کہ بادل اور زمین ہر دو بند (اور خشک) ہوتے ہیں۔ نہ اوپر سے بارش برستی ہے۔ اور نہ زمین میں سیرابی ہوتی ہے۔ اسی حالت میں یکدم رحمت الٰہی ان ہر دو کو کھول دیتی ہے۔ اور پانی سے ہر چیز زندہ ہو جاتی ہے۔ اس میں اللہ تعالےٰ نے بتلایا ہے۔ کہ ایک وقت آسمان بند ہوتا ہے۔ نہ وہاں سے کوئی خبر آتی ہے۔ اور نہ زمین پر کوئی انتشار روحانیت ہوتا ہے۔ تب اللہ تعالیٰ کی وحی نازل ہوتی ہے۔ جو مردہ دلوں کو زندہ کر دیتی ہے۔

(۱) رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے پاس ایک نقری گھوڑی تھی۔ جس پر آپ سوار ہوا کرتے تھے۔ نیز علم تعبیر کے رو سے اس سے مراد کامیاب اور بامراد ہونا ہے۔

(۳) امانتدار کا لقب بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے واسطے خاص تھا۔ وہ بچپن سے امین اور راستباز مشہور تھے۔ حالی نے آپ کے واقعات میں لکھا ہے۔ کہ جب قوم کو آپ نے پکارا۔ تو قوم نے سے

کہا تیری ہر بات کا یہاں یقین ہے
کہ بچپن سے صادق ہے تو اور امین ہے

(۴) صادق بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا نام سب خاص و عام میں مشہور تھا۔

(۵) راستی سے عدالت کرنے والے بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم ہی تھے۔ آپ نے فرمایا۔ اُمِرْتُ لِاَعْدِلَ۔ مجھے حکم دیا گیا ہے۔ کہ میں عدل اور انصاف کروں۔ اور فرمایا۔ کہ اگر میری بیٹی فاطمہؓ بھی چوری کرے۔ تو اس پر حدّ شریعت لگائی جائے۔ اور اس کے ہاتھ کاٹے جائیں۔

(۶) حضرت محمد صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو مجبورًا جنگ کرنے پڑے۔ کیونکہ وہ تمام جنگ دفاعی تھے۔ آپ نے خود کسی پر حملہ نہ کیا۔ نہ کسی کو اسلام قبول کرنے پر کبھی مجبور کیا۔ بلکہ آپ کے دشمن

آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو ہلاک کرنے کے واسطے آپ پر حملہ آور ہوئے۔ تب ضرور ہوا۔ کہ آپ اپنا بچاؤ کریں۔ انہیں لڑائیوں کی طرف اس مکاشفہ بائبل میں اشارہ ہے۔

(۷) آپ کی آنکھوں کا آگ کے شعلہ سے تمثیل دینا آپ کے جلال کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ علاوہ ازیں آپ کے حلیہ میں بھی لکھا ہے۔ کہ آپ کی آنکھیں سرخی مائل تھیں۔

(۸) آنحضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر پر بہت سے تاج تھے۔ کیونکہ آپ روحانی بادشاہ بھی تھے۔ اور ظاہری بادشاہ بھی تھے۔ مخلوق کے واسطے رحمت تھے۔ مومنوں کے واسطے بشیر تھے۔ مکذبوں کے واسطے نذیر تھے۔ صاحب شریعت کاملہ تھے۔ احسان میں سب سے بڑھے ہوئے تھے ہر انسانی خوبی کا کمال آپ میں تھا۔ اسقدر تاجوں کا ایک ہی وقت پہننے والا اور کوئی انسان روئے زمین پر نہ ہوا۔ نہ ہے اور نہ ہوگا۔ اس کے علاوہ بہت سی سلطنتوں اور حکومتوں پر بالآخر آپ کا جھنڈا لہرایا۔ اس لحاظ سے بھی آپ کے بہت سے تاج تھے۔

(۹) خون میں ڈوبا ہوا لباس حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے ایک واقعہ کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ جبکہ آپ تبلیغ حق کے واسطے طائف تشریف لے گئے۔ تو ظالموں نے پتھروں سے آپ کو لہولہان کر دیا۔ چنانچہ شاہنامہ اسلام میں

اس واقعہ کو یوں بیان کیا گیا ہے۔

بڑھے انبوہ در انبوہ پتھر لے کے دیوانے
لگے بارانِ سنگ اس رحمتِ عالم پہ برسانے
غرض یہ بانیانِ شر یہ فرزندانِ تاریکی
نبیؐ پر مشق کرتے جا رہے تھے سنگ باری کی
وہ سینہ جس کے اندر نورِ حق مستور رہتا تھا
وہی اب شق ہُوا جاتا تھا اس سے خون بہتا تھا
بالآخر جان کر بے جان اُن لوگوں نے منہ موڑا
لہو میں اس وجودِ پاک کو لتھڑا ہُوا چھوڑا

(۱۰) اس کا نام کلام خدا ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے متعلق آیا۔ مَا ینطق عن الھویٰ وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتا۔ ان ھو الا وحی یوحیٰ۔ وہ محض اللہ کی وحی ہے۔ اس کے سوائے اور کچھ نہیں۔ محمد صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا تمام کلام رضائے الٰہی سے الہام و وحی سے اور خدا کی رضامندی کے لئے تھا۔

(۱۱) ملائکہ فوج در فوج آپ کی امداد کے لئے نازل ہوتے تھے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ ان اللہ ھو مولٰہ و جبریل و صالح المؤمنین والملٰئکۃ بعد ذالک ظہیر۔ خدا۔ جبریل اور نیک مرد مومن اور تمام فرشتے آپ کی پشت پناہ

ہیں۔
(۱۲) آپ کے منہ سے جو تیز تلوار نکلتی تھی۔ وہ دلائل اور براہین کی تلوار تھی۔ اور جابرانہ حملہ آوروں پر بد دعا کی تلوار تھی۔ جس نے ان کو بھگا دیا۔ اور ہلاک اور تباہ کر دیا۔
(۱۳) اس کے ہاتھ میں لوہے کا عصا تھا۔ عصاء سے مراد علم تعبیر میں جماعت ہے۔ ایک مضبوط اور قوی۔ ایمانی طاقتوں سے بھری ہوئی جماعت تھی۔ جس کی استقامت کے سامنے کوئی قوم ٹھیر نہ سکی۔ سب اس کے آگے گر گئے۔ حتیٰ کہ قیصر و کسریٰ کی طاقتور حکومتیں بھی پاش پاش ہو گئیں۔
(۱۴) محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ناراضگی خدا کی ناراضگی تھی۔ جس پر وہ گری۔ وہ تباہ و ہلاک ہوا۔ یہ سب تاریخی واقعات ہیں۔ جو بحیثیت مجموعی سوائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اور آپ کے صحابہؓ کے کسی دوسرے پر چسپاں نہیں ہو سکتے۔ وما رمیت اذ رمیت ولٰکن اللہ رمیٰ۔ جسے تو مارتا ہے۔ اسے تو نہیں بلکہ خدا مارتا ہے۔
(۱۵) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی ہیں۔ جو سید الانبیاء نبیوں کے سردار اور بادشاہِ دوجہاں۔ بادشاہوں کے بادشاہ اور آقاؤں کے آقا کہلائے۔ ہزاروں لاکھوں آپ کی امت میں سے اللہ تعالےٰ سے ہم کلام ہونے والے ہوئے۔ وہ سب جو اپنے وقتوں میں

روحانی بادشاہ ہوئے۔ اور صدہا ظاہری بادشاہ اور سلاطین یہ فخر جانتے تھے اور جانتے ہیں کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام کہلائیں۔

(۱۷) تیرہ نشانات

یوحنا کے مکاشفات کا چودھواں باب بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ کے ذکر سے لبریز ہے۔ چنانچہ اس میں لکھا ہے۔ "پھر میں نے نگاہ کی تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ برّہ صیہون کے پہاڑ پر کھڑا ہے۔ اور اس کے ساتھ ایک لاکھ چوالیس ہزار شخص ہیں۔ جن کے ماتھے پر اس کا اور اس کے باپ کا نام لکھا ہوا ہے۔ اور مجھے آسمان پر سے ایک ایسی آواز سنائی دی۔ جو زور کے پانی اور بڑی گرج کی سی آواز تھی۔ اور جو آواز میں نے سنی وہ ایسی تھی۔ جیسے بربط نواز بربط بجاتے ہوں۔ وہ تخت کے سامنے اور چاروں جانداروں اور بزرگوں کے آگے گویا ایک نیا گیت گا رہے تھے۔ اور ان ایک لاکھ چوالیس ہزار شخصوں کے سوائے جو دنیا میں سے خرید لئے گئے تھے۔ کوئی اس گیت کو سیکھ نہ سکا۔ یہ وہ ہیں جو عورتوں کے ساتھ آلودہ نہیں ہوئے۔ بلکہ کنوارے ہیں۔ یہ وہ ہیں۔ جو برے کے پیچھے پیچھے چلتے ہیں۔ جہاں کہیں وہ جاتا ہے۔ یہ خدا اور برے کے لئے پہلے پھل ہونے کے واسطے آدمیوں میں سے خرید لئے گئے ہیں۔ اور ان کے منہ سے کبھی جھوٹ نہ نکلا تھا۔ وہ

بے عیب[11] ہیں۔

پھر میں نے ایک اور فرشتے کو آسمان کے بیچ میں اڑتے ہوئے دیکھا۔ جس کے پاس زمین کے رہنے والوں کی ہر[11] قوم اور قبیلے اور اہل زبان اور امت کے سنانے کے لئے ابدی[12] خوشخبری تھی۔ اور اس نے بڑی آواز سے کہا۔ کہ خدا سے ڈرو[13]۔ اور اسکی تمجید کرو۔ جس نے آسمان اور زمین اور سمندر اور پانی کے چشمے پیدا کئے۔"

اس مکاشفہ میں ۱۳ باتیں بیان کی گئی ہیں۔ اور وہ سب کی سب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ پر چسپاں ہوتی ہیں۔

صیہون سے مراد مقدس مقام ہے۔ جہاں خدا کے فرستادہ کا نزول ہو۔ حجۃ الوداع کے موقعہ پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم عرفات کے میدان میں پہاڑی پر کھڑے ہوئے۔ اور آپ کے ساتھ[2] اس حج میں ایک لاکھ چوالیس ہزار جان نثار تھے۔ یہی صحابہ تھے جن کے ماتھوں پر ان کا اور ان کے باپ کا نام تھا۔ اہل عرب ہمیشہ اپنے نام کے ساتھ ابن فلاں ضرور لگایا کرتے ہیں۔ اور تمام صحابہ کے نام لکھے ہوئے کتابوں[3] میں موجود ہیں۔ پہلے کسی نبی کی امت کے نام ایسی باقاعدگی اور تفصیل کے ساتھ محفوظ نہیں ہیں۔ نیز آنحضرت صلی اللہ[4] علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ تھے۔ جن کے ماتھوں سے اللہ تعالے کا نور اور جلال ظاہر ہوتا تھا۔ قرآن مجید میں ان کی تعریف میں آیا ہے۔ سیماھم

فی وجوھھم من اثر السجود۔ فرمانبرداری اور سجدہ ہائے عبادت کے نشانات ان کے چہروں پر نمایاں ہیں۔ عرب کی سرزمین شرک کی زمین تھی۔ اس میں کلمۂ لبیک اللّٰھم لبیک۔ لاشریک لک لبیک کا ذکر یقیناً ایک نیا گیت تھا۔ وہ صحابہ رسول ہی تھے۔ جو دنیا میں سے خدا اور اس کے رسول کے لئے خرید لئے گئے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف میں قرآن شریف میں فرمایا۔ ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور مال خرید لئے۔ اور اس کے عوض انہیں بہشت عطا کیا۔ یہی وہ لوگ تھے۔ جو غیر عورتوں سے ملوث نہ ہوئے اور روحانی معنوں میں کنوارے کہلائے۔ کیونکہ وہ الفاظ قرآنی لا یزنون والذین ھم لفروجھم حٰفظون کے مصداق تھے۔ یعنی وہ زنا نہیں کرتے۔ اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کامل متبع تھے۔ اور نخل اسلام کے پہلے پھل تھے۔ جن کی شان میں آیت السابقون الاولون من المھاجرین والانصار نازل ہوئی۔ یعنی سبقت لے جانیوالے پہل کرنے والے مہاجروں میں سے اور انصار میں سے۔ پھر وہی خدا کے حضور بے عیب ٹھہرے۔ کیونکہ خدا نے ان کے گناہوں کو معاف کیا۔ انہیں نجات دی۔ انہیں جنت کا وعدہ دیا گیا۔ اور انہیں آپس میں بھائی بھائی بنا دیا۔ یہی صحابہ تھے۔ یہ امت محمدؐ ہی تھی۔ جس میں

ہر قوم ہر زبان اور ہر ملت کے لوگ شامل ہوئے۔ ان کی برادری نیشنل نہ تھی۔ بلکہ یونی ورسل تھی۔ اور وہی تھے جنہیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذریعہ سے ابدی خوشخبری دی گئی تھی کیونکہ وہ اس شریعت کے وارث ٹھیرے۔ جو کبھی منسوخ نہ ہوگی اور اس مذہب کے پہلے علمبردار ہوئے۔ جس کے بعد دنیا میں اور کوئی قبول ہونے والا نیا مذہب نہ ہوگا۔ قرآن شریف ہی ہے۔ جو سب جہانوں اور سب قوموں کے لئے آیا۔ اور یہی وہ کتاب ہے جس میں کثرت کے ساتھ خدا کی تمجید کی گئی۔ اور مخلوق کو تقویٰ کی طرف راہنمائی کی گئی۔ قرآن شریف میں کثرت کے ساتھ بار بار اتقو اللہ کا حکم وارد ہے۔

پس یہ تمام علامات جو اس مکاشفہ میں درج ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین اور قرآن مجید پر چسپاں ہوتی ہیں۔ اور ان کے سوائے بحیثیت مجموعی تاریخ عالم میں کسی اور پر چسپاں نہیں ہوتیں۔ اگرچہ ہم نے اس پیشگوئی کو ایک ہی نمبر میں داخل کیا ہے۔ مگر غور کیا جائے۔ تو اس ایک پیشگوئی میں تیرہ پیشگوئیاں شامل ہیں۔ جیساکہ ہم نے نمبروار بائبل اور قرآن شریف اور تاریخ اسلام سے ثابت کرکے دکھا دیا ہے۔

کرم داد

حضرت مولانا مولوی کرم داد صاحب ساکن دوالمیال نے بائبل کا محققانہ نگاہ سے مطالعہ کیا ہے۔ اور بائیبل سے جو پیشگوئیاں متعلق اسلام و بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام و متعلق مسیح موعود علیہ السلام انہوں نے نکال کر وقتاً فوقتاً اخبارات بدر و الفضل میں شائع کرائی ہیں۔ وہ قابل قدر ہیں۔ حضرت مولانا صاحب نے ایک تازہ مضمون لکھ کر مجھے بھیجا ہے۔ جو اس رسالہ کے ساتھ شائع کیا جاتا ہے۔ اور اس کا نام بھی کرم داد رکھا جاتا ہے۔

(محمد صادق)

یسعیاہ ۴۱ " اے بحری ممالک میرے آگے چپ ہو رہو۔ اور قومیں جو ہیں سو وہ سر نو زور پیدا کریں۔ وہ نزدیک آویں۔ تب عرض کریں۔ آؤ ہم ایک ساتھ محکمے میں داخل ہوویں۔ کس نے اس راستباز کو پورب کی طرف سے برپا کیا۔........ میں خداوند پہلا ہوں اور پچھلوں کے ساتھ میں وہی ہوں .... ان میں ہر ایک نے اپنے پڑوسی کی کمک کی۔ اور اپنے بھائی سے کہا۔ کہ ہمت باندھ بڑھئی نے سنار کو اور اس نے جو ہتوڑی سے صاف کرتا ہے۔ اس کو جو نہائی پر مارتا ہے۔ دلا سا کیا اور کہا جوڑن تو اچھا ہے۔..... پر تو اے اسرائیل میرے بندے ..... تو مت ڈر کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔ ہراساں مت

ہو۔ کہ میں تیرا خدا ہوں۔ میں تجھے زور بخشوں گا۔ میں تیری کمک کروں گا ..... وہ جو تجھ سے جھگڑتے تھے۔ ناچیز ہو کے ہلاک ہو جائیں گے۔"

"۲۵ میں نے شمال سے ایک کو برپا کیا ہے۔ اور وہ آتا ہے۔ وہ آفتاب کے مطلع سے ہو کے میرا نام لے گا۔ اور وہ شاہزادوں کو گارے کی طرح لتاڑے گا"

ان آیات میں حسب ذیل پیشگوئیاں پائی جاتی ہیں۔ (الف) مشرق کی طرف سے خدا تعالےٰ ایک راستباز کو مبعوث فرمائے گا۔

(ب) پچھلوں کے ساتھ الذین یعنی وہ اٰخرین منھم لما یلحقوا بھم کا مصداق ہوگا۔ (ج) میں نے شمال سے ایک کو برپا کیا ہے۔ یعنی بموجب حدیث۔ یخرج رجل من وراء النھر (ابوداؤد) کے وہ سمرقندی اور بخاری الاصل ہوگا۔ (ازالہ اوہام) (د) اور قومیں جو ہیں۔ وہ سر نو زور پیدا کریں۔ یعنی اس کے زمانہ میں دنیا کی تمام قومیں اٹھ کھڑی ہوں گی۔ (ہ) ایک ساتھ محکمے میں داخل ہوں۔ اس میں گول میز کانفرنس کی پیشگوئی پائی جاتی ہے۔ (محکمہ انصاف کرنے کی جگہ) یعنی مصائب اور مشکلات کا علاج سوچنے کے لئے بموجب حکم یایھا الملأ افتونی فی رؤیای کے ایک جگہ اکٹھے ہوں گے۔ (و) اس کو جو نہائی پر مارتا ہے دلاسا کیا۔ یعنی اس مشرقی راستباز کے سلسلہ کو مٹانے کے لئے نہائی پر مارنے والے دوسروں کو اپنا مددگار بنا کر ایک فتنہ اور فساد برپا کریں گے۔ مگر بموجب پیشگوئی "

وہ جو تجھ سے جھگڑتے تھے۔ ناچیز ہو کے ہلاک ہو جائیں گے۔ (نیز) "وہ شاہزادوں کو گارے کی طرح لتاڑے گا۔" مراد شاہزادوں سے امیر امان اللہ خاں وغیرہ ہیں۔ حضرت اقدس تذکرۃ الشہادتین صلے میں لکھتے ہیں۔ "ہائے اس نادان امیر نے کیا کیا۔ کہ ایسے معصوم شخص کو کمال بے دردی سے قتل کر کے اپنے تئیں تباہ کر لیا۔" چنانچہ مطلع آفتاب سے ہو کر اللہ کا نام لینے والے نے اپنی دعا سے امیر حبیب اللہ خاں اور اس کے شاہزادوں کو گارے کی طرح لتاڑ دیا۔ حالانکہ حبیب اللہ کے طرفداروں کا دعویٰ تھا۔ "آخر حبیب اللہ صاحب قرآن من اللہ۔ گیرند نصرت اللہ شمشیر از میانہ" بلکہ مؤلف کتاب الامر نے حبیب اللہ کو حدیث یخرج رجل من وراء النہر کا مصداق قرار دے کر یہاں تک لکھ دیا۔ "کہ شاہ کابل دشمنوں کے سر اس طرح کاٹیں جیسے درانتی کتی کو کترتی ہے۔" (کتاب الامر صلا) حبیب اللہ خاں کو حارث سمجھ کر یہ پیشگوئی شائع کی گئی۔ بجائے اس کے کہ وہ دشمنوں کے سروں کو کاٹے۔ اس کا اپنا سر کاٹا گیا۔ حدیث شریف میں آتا ہے۔ فیرغب نبی اللہ عیسیٰ واصحابہ الی اللہ فیرسل اللہ علیہم النغف فی رقابہم (مسلم) نغفہ کا لفظ خوار اور حقیر آدمی کے حق پر بھی بولا جاتا ہے۔ "وازینجاست کہ در حق حقیر و خوار گویند یا نغفۃ" (منتہی الارب) اور عرب لوگ سردار کو لمبی گردن والا کہتے ہیں۔ والعرب تصف السادۃ بطول العنق (نووی شرح مسلم)

چنانچہ عیسیٰ نبی اللہ کی دعا کے بعد دنیا اس نظارہ کو دیکھ چکی ہے
کہ ایک لغفہ یعنی بچہ پتو نہ کس طرح لمبی گردنوں یعنی شاہزادوں
کو خاک کے ساتھ ملادیا۔ ذیل کی حدیث میں بھی ان شاہزادوں
کی تباہی و بربادی کی خبر دی گئی ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یقتتل عند کنزکم ثلثۃ کلھم ابن خلیفۃ
ثم لا یصیر الی واحد منھم ثم تطلع الرایات من قبل
المشرق فیقتلونکم قتلا لم یقتلہ قوم ...... فقال اذا
رئیتموہ فبایعوہ ولو حبوا علی الثلج فانہ خلیفۃ اللہ المہدی
(ابن ماجہ باب خروج المہدی) جناب مخبر صادق صلے اللہ علیہ
والہ وسلم مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ تین شاہزادے
تمہارے ایک خزانہ کے پاس مارے جائیں گے۔ پر یہ خزانہ ان
میں سے کسی کو نہ ملے گا۔ پھر سیاہ نیزے مشرق کی طرف سے نمودار
ہوں گے۔ اور وہ تم کو ایسا ماریں گے۔ کہ ویسا تم کو کسی نے نہیں مارا
.... فرمایا جب تم اس کو دیکھو۔ تو اس سے بیعت کرو۔ اگرچہ ہاتھوں
اور گھٹنوں کے بل برف پر چل کر جاؤ۔ کیونکہ وہ اللہ کا خلیفہ مہدی
ہے۔

یہاں سلطنت کو کنز فرمایا۔ چنانچہ سلطنت کابل میں امیر
حبیب اللہ کو قتل کیا گیا۔ اور اس کے دو شاہزادے بموجب
روایت " برپا نے شود ساعۃ تا آنکہ زائل شوند کوہسائے از

جاہائے خویش" (حجج الکرامہ صفحہ ۲۴۹) سے معزول ہوکر دوسرے ممالک میں چلے گئے۔ اور بموجب حکم ثم لا یصیر الی واحد منہم کے پھر کوئی اس خاندان سے اس کنز یعنی سلطنت کو حاصل نہ کر سکا۔ ثم تطلع الرّایات السود۔ میں مہدئ معہود کے اصحاب کی طرف اشارہ کیا گیا۔ جنہوں نے قلم کے سیاہ نیزے ہاتھوں میں لے کر ان مخالفین کے سینوں کو چھید ڈالا۔ جوان شاہزادوں کے طرفدار ہوکر مشرق سے ظاہر ہونیوالے راستباز کا انکار کر رہے ہیں۔

یسعیاہ ۴۲ " دیکھو میرا بندہ جسے میں سنبھالتا میرا برگزیدہ جس سے میرا جی راضی ہے۔ میں نے اپنی روح اس پر رکھی وہ قوموں کے درمیان عدالت جاری کرائے گا۔ وہ نہ چلائیگا اور اپنی آواز بازاروں میں نہ سنائیگا۔ بحری ممالک اسکی شریعت کی راہ تکیں"۔

یہاں مہدی معہود کے زمانہ کا ایک نشان بتایا گیا۔ کہ اس وقت کچھ ایسے حالات رونما ہوں گے۔ کہ قومیں مصائب میں مبتلا ہوکر بازاروں میں شور و غوغا برپا کریں گی۔ منظاہرے اور جلوس نکالیں گی۔ مگر مشرق سے ظاہر ہونیوالا راستباز خدا کا برگزیدہ۔ نہ چلائیگا۔ اور نہ اپنی آواز بازاروں میں سنائیگا اور بموجب حکم یملأ الارض قسطاً و عدلاً کے وہ مہدی

زمین کو عدل و انصاف کے ساتھ بھر دیگا۔ اور اسکی تعلیم کو بحری ممالک میں قبولیت حاصل ہوگی۔ سورۃ لقمان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ واغضض من صوتك ان انكر الاصوات لصوت الحمير۔ الم تروا ان الله سخر لكم ما فى السموٰت وما فى الارض واسبغ عليكم نعمه ظاهرة وباطنة۔ قرآنی قصص میں آئندہ زمانہ کی پیشگوئیاں پائی جاتی ہیں۔ اگر کوئی غور سے دیکھے۔ تو یہ زمانہ واسبغ عليكم نعمه ظاهرة وباطنة کا مصداق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ کے لقمان یعنی حضرت مسیح موعودؑ کی خاطر جو جو ظاہری اور باطنی نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔ یہ گنی نہیں جا سکتیں۔ حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو جو نصیحت فرمائی۔ اسکی سچائی آج ہم مسیح موعودؑ کے بیٹے کے عہد میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ ایسے علماء جنہوں نے قرآن شریف پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے۔ اس وقت احمدیوں کے گھروں کے سامنے لصوت الحمير کا پورا پورا نمونہ دکھا رہے ہیں۔ مگر مسیح موعودؑ کا بیٹا ان شریروں کے مقابلہ میں نہایت صبر اور تحمل سے کام لے کر واغضض من صوتك کی نصیحت پر عمل پیرا ہے۔

مکاشفہ باب ۲۱ " پھر میں نے شہر مقدس نئے یروشلم کو آسمان پر سے خدا کے پاس سے اترتے دیکھا۔" یہاں نئے یروشلم سے مراد

وہ مقام ہے۔ جہاں خدا تعالےٰ نے مسیح موعودؑ کو نازل فرمایا اس کے متعلق حسب ذیل پیشگوئیاں پائی جاتی ہیں :-

(۱) "اور خداوند کا کلام یروشلم سے نکلے گا۔ اور وہ بہتیری قوموں کے درمیان عدالت کریگا" (یسعیاہ ۲/۳ میکا ۴/۲) نزل فیکم ابن مریم حکمًا عدلًا۔ (۲) "اور اسی دن یوں ہوگا۔ کہ جیتا پانی یروشلم میں سے جاری ہوگا..... اس دن ایک خداوند ہوگا۔ اور اس کا نام ایک ہوگا (فیکون عیسی ابن مریم علیہ السلام فی امتی حکمًا عدلًا..... وتکون الکلمۃ واحدۃ فلا یعبد الا اللہ) (ابن ماجہ) بلکہ یروشلم امن و امان سے بسے گی۔ اور وہ مری جس سے خداوند ساری قوموں کو جو یروشلم پہ چڑھ آویں۔ مارے گا سو یہ ہے" (ذکریاہ ۱۴/۱۲)

(۳) "تب وہ اپنا ہاتھ..... یروشلم کے کوہ پر ہلا ویگا۔ دیکھو خداوند رب الافواج ہیبت ناک وضع سے مار کے شاخوں کو چھانٹ ڈالیگا۔ وہ جو اونچے قد کا ہے۔ کاٹ ڈالا جائیگا۔ اور وہ جو بلند ہیں۔ پست ہو جائیں گے" (یسعیاہ ۱۰/۳۲ سے) ہاتھ ہلانے سے مراد نشانات کا ظاہر کرنا ہے۔ حجج الکرامہ ص۳۶۶ میں لکھا ہے "بیرون آید از دے (یعنی ابر) دستے کہ اشارہ کند بسوی مہدی بہ بیعت اخرجہ ابونعیم عن ابن عمرؓ" خدا تعالےٰ نے مہدی معہود کی صداقت کے لئے آسمان پر کسوف و خسوف کا نشان ظاہر فرمایا۔ تاکہ لوگ

اس کی بیعت کرکے عذابوں سے بچ جائیں۔ جو اس نشان کے بعد طاعون۔ جنگ وغیرہ کے رنگ میں ظاہر ہونیوالے تھے۔ چنانچہ رب الافواج جس ہیبت ناک وضع سے مارکے شاخوں کو چھانٹ رہا ہے۔ دنیا اس سے بے خبر نہیں۔ زار روس جیسے اونچے قد والوں کو کاٹ ڈالا گیا۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ یظھر الثحوت علی الوعول جس کے معنے ہیں ای یغلب ضعفاء الناس اقویاء ھم۔ (مجمع البحار) چھوٹے بڑوں پر غالب آگئے۔ جو بلند تھے۔ وہ پست ہو گئے۔ یسعیاہ $\frac{۱۰}{۱۶}$ میں ہے: "اس سبب سے خداوند رب الافواج اس کے موٹے مردوں پر لاغری بھیجیگا" (۲۴) "اور اس دن میں ایسا ہوگا کہ خداوند عالیشانوں کے لشکر کو جو بلندی پر ہیں۔ اور سرزمین پر شاہان زمین کو سزا دیگا اور وہ ان قیدیوں کی مانند جو گڑھے میں ڈالے جاویں جمع کئے جائیں گے۔ اور وہ قید خانے میں قید کئے جائیں گے۔ ...... اور چاند مضطرب ہوگا۔ اور سورج شرمندہ۔ کہ جسوقت رب الافواج ...... یروشلم میں اپنے بزرگوں کی گروہ کے آگے حشمت کے ساتھ سلطنت کریگا۔" جنگ عظیم کے ایام میں عالیشانوں کے لشکر کو گڑھوں یعنی خندقوں میں ڈالا گیا۔ اور شاہان زمین کو توپ کے مارے زمین کے نیچے تہ خانوں میں چھپنا پڑا۔ یروشلم میں رب الافواج کا حشمت کے ساتھ سلطنت

کرنا ظاہر کرتا ہے۔ کہ اس وقت دنیا میں قہری نشانات کا ظہور ہوگا۔ حدیث شریف میں آتا ہے۔ یا ابن حوالۃ اذا رئیت الخلافۃ قد نزلت الارض المقدسۃ فقد دنت الزلازل والبلابل والامور العظام (مشکوٰۃ) دنیا کی بدکاری کو دیکھکر مارے شرم کے سورج چاند کا منہ پر گرہن کا سیاہ نقاب ڈالنا یہ سب کچھ ہو چکا۔ " خور تاباں سیاہ گشت ست از بدکاری مردم "

(۵) " دیکھو میں یروشلم کو خوشی اور اس کے لوگوں کو خرمی بناؤنگا اور میں یروشلم سے خوش ہوں گا..... سو آگے کو وہاں کوئی لڑکا نہ ہوگا۔ دیکھو میں نئے آسمان اور نئی زمین کو پیدا کرتا ہوں۔ جو کم عمر ہے...... وہ گھر بناویں گے۔ اور ان میں بسیں گے۔..... اور ایسا نہ ہوگا۔ کہ وہ بناویں اور دوسرا بسے اور وہ لگاویں اور دوسرا کھاوے...... بھیڑیا اور بھیڑ ایک ساتھ چریں گے (یسعیاہ ۶۵/۱۷ تا
اوّل حضرت مسیح موعودؑ کا کشف نیا آسمان اور نئی زمین۔ دوم حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کو کہا گیا۔ لڑکا ہے۔ سوم۔ دوسرا بسے میں اشارہ کہ لڑکا کہنے والے یروشلم سے چلے جاویں گے۔
چہارم۔ اور وہ لڑکے نہ جنیں گے جو ناگہاں ہلاک ہوں "۔ یعنی طاعون سے۔ پنجم۔ بھیڑیا اور بھیڑ الخ حدیث میں آیا ہے۔ کہ مسیح موعود کے وقت۔ الذئب فی الغنم کانہ کلبھا (ابن ماجہ)
گرگ و گوسفند در زمانہ او یک جا بچرند (حجج الکرامہ صفحہ ۳۶۴)

(۴۶) " دیکھو میں ایسا کروں گا کہ یروشلم آس پاس کی ساری قوموں کے لئے تھرتھراہٹ کا پیالہ ہو گی ...... میں اس دن یروشلم کو ساری قوموں کے لئے ایک بھاری پتھر کردوں گا۔ اور سب جو اسے اٹھائیں گے ٹکڑے ٹکڑے کئے جائیں گے۔ اگرچہ زمین کی ساری قومیں اس کے مقابل جمع ہونگی (ذکریاہ باب ۱۲) " اور اسی دن یوں ہوگا کہ میں ان ساری قوموں کو جو یروشلم پر چڑھائی کرنے آتی ہیں۔ سُراغ لگاؤں گا کہ میں انہیں ہلاک کروں۔ اور میں یروشلم کے باشندوں پر فضل اور مناجات کی روح برساؤں گا" (ذکریاہ ۱۲) آج حضرت فضل عمر کے زمانہ میں تمام قوموں کا مل کر یروشلم (قادیان) پر چڑھائی کرنا ظاہر و باہر ہے۔ خدا تعالیٰ کا غضب بھی زلازل وغیرہ آفات کے رنگ میں ظاہر ہو کر ان کو صفحہ ہستی سے مٹا رہا ہے۔ یوایل ۳ میں ہے۔ کہ خداوند یروشلم میں سے اپنی آواز بلند کریگا۔ اور آسمان و زمین کانپیں گے۔ اب کانپنے کی پیشگوئی پوری ہو رہی ہے۔ قوموں کی مخالفت کا یہ بڑا بُت اس بھاری پتھر کی ضرب سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیگا۔ دانیال باب ۲ میں جو خواب اور اسکی تعبیر کا ذکر درج ہے۔ بظاہر قصہ مگر اس کے اندر یروشلم پر چڑھائی کرنے والی قوموں کا انجام بتایا گیا ہے۔ " دانیال نے بادشاہ کے حضور جواب دیا اور کہا۔ وہ بھید جو بادشاہ نے پوچھا۔ حکما اور نجومی ..... بادشاہ کو بتا نہیں سکتے۔ لیکن آسمان پر ایک خدا ہے .....

وہ بنوکد نضر بادشاہ کو وہ بات بتاتا ہے۔ جو آخری ایام میں ہو گی
...... دیکھ ایک بڑی مورت تھی ...... تیرے سامنے کھڑی ہوئی اور
اس کی صورت ہیبتناک تھی۔ اس مورت کا سر خالص سونے کا
تھا۔ اس کا سینہ اور اس کے بازو چاندی کے اس کا شکم اور رانیں
تانبے کی تھیں۔ اس کی ٹانگیں لوہے کی اور اس کے پاؤں کچھ لوہے
کے تھے اور کچھ مٹی کے تھے۔ اور تو اسے دیکھتا رہا۔ یہاں تک کہ ایک
پتھر بغیر اس کے کہ کوئی ہاتھ سے کاٹ کے نکالے آپ سے نکلا۔ جو
اس شکل کے پاؤں پر ...... لگا۔ اور انہیں ٹکڑے ٹکڑے کیا۔ تب
لوہا اور مٹی اور تانبا اور چاندی اور سونا ٹکڑے ٹکڑے کئے گئے۔ .....
بھوسی کی مانند ہوئے اور ہوا انہیں اڑا لے گئی۔ یہاں تک کہ ان کا
پتہ نہ ملا۔ اور وہ پتھر ...... بڑا پہاڑ بن گیا۔ اور تمام زمین کو بھر دیا۔"
لکھا ہے۔ کہ یہ بات آخری ایام میں ہو گی۔ سو دنیا کے ان آخری ایام
میں یروشلم کے آس پاس کی ساری قوموں نے جن میں سونا چاندی
یعنی بڑے بڑے دولتمند اور شاہی آدمی بھی شامل ہیں۔ مل کر ایک
غریب جماعت کو مٹانے اور ڈرانے کیلئے فتنہ و فساد کا ایک ہیبتناک
بت کھڑا کر رکھا ہے۔ اور جیسا کہ بتایا گیا۔ "کہ اس کے پاؤں اور انگلیاں
کچھ تو کمہار کی ماٹی اور کچھ لوہے کی تھیں"۔ اس کے پاؤں ایسے ہی ہیں
اس پتھر کی ضرب سے جو کسی انسان کے ہاتھ کا نکالا ہوا نہیں یعنی
سلسلہ عالیہ احمدیہ جو خدا کا قائم کردہ ہے۔ پہلے اس بت کے پاؤں

ٹکڑے ٹکڑے ہو کر کمہار کی ماٹی علیحدہ ہو جائیگی بلکہ ہو گئی ہے یعنی ان لوگوں کا جتھا ٹوٹ جائیگا - جو پاؤں بن کر اس فتنہ کو چلا رہے ہیں - اس کے بعد اس بت کے باقی حصے سونے کے ہوں یا چاندی کے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر ھباءً منثوراً ہو جائیں گے - اور یہ سلسلہ تمام دنیا میں پھیل جائیگا۔

یسعیاہ باب ۱۱ - " اور وہ اپنے منہ کی لاٹھی سے زمین کو مارے گا - اور اپنے لبوں کے دم سے شریروں کو فنا کر ڈالیگا" حدیث شریف میں ہے - ولا یحل لکافر یجد ریح نفسه الا مات (ابن ماجہ) مسیح موعود کے دم سے کافر ہلاک ہوں گے - تھسلنیکیوں ۲ - ۸ -

" اس وقت وہ بے دین (دجال) ظاہر ہوگا - جسے خداوند یسوع اپنے منہ کی پھونک سے ہلاک اور اپنی آمد کی تجلی سے نیست کرے گا"

یوایل ۱ " اے متوالو - جاگو اور روؤ ..... نئی مے کے لئے چلاؤ - ......

اس لئے کہ ایک گروہ میری سرزمین پر چڑھ آئی - وہ زور آور اور بیشمار ہیں ..... انہوں نے میری تاک کو اجاڑ ڈالا ہے" مراد قوم یا جوج ماجوج - حدیث شریف میں آتا ہے - اللہ تعالے مسیح موعود کی طرف وحی بھیجے گا - واوحی اللہ یا عیسی انی قد اخرجت عبادا لی لا یدان لا حد بقتالهم (مسلم) " ۲ پہاڑوں کی چوٹیوں پر رتھوں کے ہڑہڑانے کی مانند وہ پھاندتے ہیں - (من کل حدب ینسلون) " وہ اپنی صف کو نہ توڑتے ..... چوروں کی طرح کھڑکیوں

سے گھس جاتے" یہ باتیں اس قوم میں موجود ہیں " اسکی اگاڑی پورب کے سمندر میں اور اسکی پچھاڑی پچھم کے سمندر میں اور اس کی بدبو اٹھے گی۔ اور اس کی گندگی چڑھے گی" (یہبط نبی اللہ عیسٰی واصحابہ فلا یجدون موضع شبر الا قد ملأہ زھمھم ونتنھم) " ۲/۲۱ - "اے سرزمین مت ڈر۔ خوش خرم رہ ..... کیونکہ وہ اگلی برسات اعتدال سے تمہیں بخشتا بلکہ وہ تمہارے لئے دور کی بارش بھیجتا وہی اگلی اور پچھلی برسات جیسے سابق میں ہوئی تھی" یعنی یاجوج ماجوج کے کفر و شرک کی گندگی کو دور کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ اگلی برسات یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی نبوت کو دوبارہ ظاہر فرمائیگا۔ حدیث شریف میں آتا ہے۔ ثم یرسل اللہ مطرًا ..... فیغسلہ (ابن ماجہ) پھر اللہ تعالیٰ پانی برسادیگا۔ جو یاجوج ماجوج کی گندگی کو دھوڈالے گا۔ زمین آئینہ کی طرح صاف ہو جائے گی۔ یوایل ۲/۳۰ - " اور میں آسمانوں اور زمین پر عجیب قدرتیں ظاہر کروں گا۔ یعنی لہو اور آگ دھوئیں کے ستون" حزقیل باب ۳۸ میں ہے۔ " اے آدم زاد تو جوج کے مقابل ماجوج کی سرزمین کا ہے۔ اور روس اور مسک اور توبال کا سردار ہے۔ اپنا منہ کر" ۳۸/۲۲ اور ان بہت سے لوگوں پر جو اس کے ساتھ ہیں ایک شدت کا مینہ اور بڑے بڑے اولے اور آگ اور گندھک برساؤں گا" " ۳۹/۶ - " اور میں ماجوج پہ اور

ان پر جو جزیروں میں بے پروائی سے سکونت کرتے ہیں. ایک آگ بھیجوں گا...... یعنی سپروں اور ڈھالوں کو کمانوں اور تیروں کو...... اور وہ سات برس تک انہیں جلاتے رہیں گے" حدیث شریف میں آتا ہے. سیوقدون المسلمون من قسی یاجوج وماجوج ونشابهم واترستهم سبع سنين (ابن ماجہ) آگ سے مراد جنگ ہے. جو بموجب حکم وترکنا بعضهم یومئذ یموج فی بعض کے ان اقوام میں ہوئی. اور آئندہ ہوگی. جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے. وعرضنا جهنم یعنی جنگ اس وقت اسلحہ آتشبار سے ہوگی. لکھا ہے. کہ یہ آگ ان قوموں کو تباہ کردیگی. جیسا کہ مکاشفہ باب ۲۰. اور جب ہزار پورے ہوچکیں گے شیطان قید سے چھوڑ دیا جائیگا...... یعنی یاجوج ماجوج کو گمراہ کرکے لڑائی کے لئے جمع کرنے کو نکلے گا...... اور آسمان سے آگ نازل ہوکر انہیں کھا جائے گی" حدیث شریف میں آتا ہے. حتی انه لیهز حربة الی السماء فترجع مخضبة من الدم. یاجوج ماجوج کا حربہ خون میں رنگین ہوکر واپس آنیکا یہ مطلب ہے. کہ ان کی ایجادیں خود انہیں پر الٹ پڑیں گی. "دیکھو تم سب جو آگ سلگاتے ہو. اور اپنے تئیں مشعلوں سے گھیر لیتے ہو. چلو اپنے ہی آگ کے شعلے درمیان اور ان شعلوں کے درمیان جنہیں تم نے سلگایا. تم یروشلم کے ساتھ خوشی کرو......

یروشلم ہی میں تم تسلی پاؤ گے ..... کیونکہ خداوند آگ لیے ہوئے آئیگا .... جو سؤر کا گوشت اور مکروہ چیزیں کھاتے ہیں۔ وہ سب کے سب فنا ہو جاویں گے" دانیال باب ۱۲ " بہت لوگ پاک کیے جائیں گے ...... لیکن شریر شرارت کرتے رہیں گے الخ ایک ہزار دو سو نوے دن ہوں گے" چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ ۱۲۹۰ھ میں اپنے منصب پر قائم ہوئے مکاشفہ باب ۱۲ " ایک عورت نظر آئی ..... بارہ ستاروں کا تاج اس کے سر پر ...... بچہ جننے کی تکلیف میں تھی۔ پھر ایک اور نشان آسمان پر دکھائی دیا۔ یعنی ایک بڑا لال اژدھا ..... اس کی دم نے تہائی ستارے کھینچ کر زمین پر ڈال دیئے تاکہ وہاں ایک ہزار دو سو ساٹھ دن تک اسکی پرورش کی جائے" عورت سے مراد امت محمدیہ۔ بارہ امام۔ لال اژدہا (دجال مظہر ابلیس) ستارے۔ علماء دجالی فتنہ میں مبتلا۔ ۱۲۶۰ دن یعنی سال کے بعد بچہ یعنی مسیح موعود مکاشفہ باب ۱۳۔ اور میں نے ایک حیوان کو سمندر میں سے نکلتے ہوئے دیکھا۔ (مراد مظہر ابلیس) حدیث شریف میں آتا ہے۔ ان عرش ابلیس علی البحر۔ ان ابلیس یضع عرشه علی الماء ثم یبعث سرایاہ یفتنون الناس۔ ان فی البحر شیاطین یوشك ان تخرج۔ (مسلم) اس کے

سروں پر کفر کے نام لکھے ہوئے تھے ...... (مکتوب بین عینیہ ک ف ر) ساری دنیا تعجب کرتی ہوئی اس حیوان کے پیچھے ہولی۔ (فیاتی علی القوم فیدعوھم فیؤمنون بہ) زمین کے وہ سب رہنے والے جن کے نام ..... کتاب حیات میں لکھے نہیں گئے ..... اس حیوان کی پرستش کریں گے۔ (مہدی معہود کے متعلق آتا ہے (مدہ صحیفۃ مختومۃ) اور اسے بیالیس مہینے تک کام کرنے کا اختیار دیا گیا۔ (یمکث الدجال فی الارض اربعین سنۃ .... وما لبثہ فی الارض قال اربعون یوما)

حزقیل باب ۱۷ اور دیکھو کہ اس تاک نے اپنی جڑیں اس کی طرف جھکائیں ...... وہ بہت پانیوں کے کنارے پر اچھے کھیت میں لگائی گئی تھی۔ ...... باوجودیکہ وہ زور شور سے نہیں اور نہ بہت لوگ لے کے اسے جڑ سے اکھاڑے ...... کیا جب پوربی ہوا اس پر لگے گی سوکھ نہ جائیگا" تاک سے مراد عیسائیت اور پوربی ہوا سے مسیح موعود کا مشرق سے ظاہر ہونا۔ حدیث شریف میں ہے۔ نصرت بالصبا ء۔ مسیح موعود کو بغیر جنگ عیسائیت پر فتح۔ جناب مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ایک شہر جس کا ایک کنارہ سمندر میں بنی

اسحاق لا الہ الا اللہ سے فتح کریں گے۔ فلم یقاتلوا بسلاح ولم یرموا بسہم قالوا لا الہ الا اللہ الخ یہی مطلب ہی "اور نہ بہت لوگ نے کے اسے جڑھ سے اکھاڑ نے" کا۔ تثلیث پر لا الہ الا اللہ کو ولم یرموا بسہم کے مطابق غلبہ اور فتح نصیب۔

خاتمہ بائبل میں سے جو پیشگوئیاں ہم نے حضرت سید الرسل خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں اس لیکچر میں بیان کی ہیں۔ وہ صرف مشتے نمونہ از خروارے ہیں۔ ورنہ اگر روح کی راہنمائی سے اس مجموعہ کتب کو بغور مطالعہ کیا جاوے۔ تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح سے یہ کتاب بھرپور ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ عالم سماوی میں آدم سے لے کر مکاشفات والے یوحنا تک سب کے سب اس عظیم الشان انسان کی آنیوالی ہستی پر فخر کرنیوالے تھے۔ اور فی الواقع حضرت انسان کے واسطے کس قدر عزت و احترام کا موجب ہے کہ اس کے ہمجنسوں میں محمد سا ایک انسان پیدا ہوا۔ جو اللہ تعالیٰ کے قرب میں اس اعلیٰ مقام پر پہنچا کہ بڑے بڑے فرشتوں کی بھی وہاں تک رسائی نہیں۔ حضرت انسان اس مقدس ہستی پر جس قدر فخر کرے بجا ہے۔ کیونکہ اس نے جنس انسان کی عزت کو قائم کر دیا۔ جب ہم یسعیاہ نبی کے رؤیا پڑھتے ہیں۔ اس میں بار بار

اس مقدس ہستی کا ذکر پاتے ہیں۔ اور ایسے آنیوالے واقعات کو پڑھتے ہیں۔ جو سوائے آنحضرت صلے اللہ علیہ والہ وسلم کے اور کسی پر چسپاں ہو ہی نہیں سکتے۔ حضرت داؤدؑ کے الہامی نغمے حضرت سرور کائنات کی مکّی اور مدنی زندگی کا فوٹو کھینچتے ہیں۔ حضرت سلیمان کے گیتوں کا سرتاج الہامی گیت سرتاپا مدح نبی عربیؐ سے معمور ہے۔ کہیں اشاروں میں۔ کہیں کنایوں میں۔ کہیں وضاحت کے ساتھ ہر نبی نے آنحضرت صلے اللہ علیہ والہ وسلم کے ظہور کی خوشخبری دی ہے۔ گویا تمام انبیاء مندرجہ بائبل کا ایک متحدہ اور متفقہ یہ کام تھا۔ کہ وہ دنیا کو رحمتہ للعالمین کی آمد کی خوشخبری دیں۔ یہی بشریٰ تھا۔ اور یہی ان کی تبلیغوں کا مقصد تھا۔ اللہ پاک کی ہزاروں ہزار رحمتیں ہوں۔ اور برکتیں اور فضل اور کرم محمدؐ مکّی مدنی ہاشمی قریشی پر اور اسکی اولاد پر اور اس کے اصحاب پر اور اسکی ازواج پر اور اس کے خلفاء پر اور اس کے متبعین پر اور اس کے ناصرین پر الیٰ یوم القیامتہ۔ آمین۔ ثم آمین۔ (مؤلف)

از ظفر محمد صاحب وکیل گوڑ گانواں

(جب ایرانیوں کے اخلاق بہت گر جائیں گے۔ تو عرب میں ایک شخص پیدا ہوگا۔ جس کے پیرو ان کا تاج وتخت مذہب وغیرہ الٹ دیں گے۔ ایران کے سرکش سرنگوں کر دیئے

جائیں گے۔ کعبہ میں بہت سے بت بھرے ہونگے۔ وہ ان سے خالی کر دیا جائیگا۔ اور لوگ اسکی طرف اللہ کی عبادت کریں گے۔ اس کے پیرو فارس کے شہروں اور طوس اور بلخ پر قبضہ کرلیں گے"۔ زندواستا "اے لوگو! سے بڑے زور سے سنو! مہامت (محمدؐ) لوگوں میں مبعوث ہوگا۔ ہم ہجرت کرنے والے کو ۶۰ ہزار ۹۰ دشمنوں سے پناہ دیں گے۔ اس نے مسیح رشی (محمدؐ) کو سینکڑوں سونے کے سکے۔ دس حلقے۔ تین سو عربی گھوڑے اور دس ہزار گائیں دیں"۔ (یہ فتح مکہ کی طرف اشارہ ہے جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ دس ہزار اصحاب شامل تھے۔ دس حلقے عشرہ مبشرہ ہیں) اتھروید کانڈ ۲۰۔ سوکت ۱۲۷ منتر ۱ تا ۳۔

آرک بشپ آف کنٹربری کا مناظرہ سے انکار

اس جگہ ناظرین کی دلچسپی کے واسطے ہم وہ چیلنج بھی درج کر دیتے ہیں۔ جو حضرت مفتی محمدؐ صادق صاحب نے کلیسائے انگلستان کی عیسائی دنیا کے امامِ اعظم بشپوں کے سردار آرک بشپ آف کنٹربری کے نام ۱۹۳۱ء میں دیا تھا۔ اور جو بمعہ جواب اخبار الفضل مورخہ ۸ اکتوبر ۱۹۳۱ء میں شائع ہوا تھا۔ اس سے ناظرین پر واضح ہو جائیگا کہ مصنف رسالہ ہٰذا مذہبی مناظرات دنیا میں کس پایہ کا انسان ہے۔ نیز اس سے یہ

بھی ظاہر ہو جائیگا۔ کہ عیسائیوں کے ایک نہایت ذمہ وار لیڈر نے مذہبی مسائل کے متعلق گفتگو کرنے سے کس طرح انکار کر دیا تھا۔ اور اُسے میدانِ مناظرہ میں اسلام کے ایک کامیاب اور مشہور مبلغ کے سامنے آنے کی جرأت نہیں ہوئی تھی۔ اصل انگریزی چٹھیات کتاب ایکسٹریکٹس فرام دی ہولی قرآن آٹھویں ایڈیشن سے صفحہ ۲۵۵ و ۲۵۶ پر شائع ہو چکی ہیں۔ محمد عنایت اللہ پبلشر رسالہ ہذا یکم دسمبر ۱۹۳۶ء

چیلنج

جناب رائٹ ریورنڈ آرک بشپ آف کنٹربری صاحب! میں باادب عرض کرتا ہوں۔ کہ یور لارڈشپ نے اخبارات میں پڑھا ہوگا۔ کہ ہندوستان کا برِاعظم کتنے بڑے مذہبی انقلاب میں سے گزر رہا ہے لوگ حقیقی سچائی کے دریافت کرنے میں طبعی طور پر اپنے دلوں میں جوش محسوس کر رہے ہیں۔ اور وہ زندگی کے پانی کی تلاش میں پیاسے اور اس کے لئے سچی تڑپ ظاہر کر رہے ہیں۔ ہندوستان میں اس وقت دو بڑی مذہبی تحریکیں ہیں۔ جو مذہبی میدان میں مصروف ہیں۔ اور دونوں میں باہمی تصادم ہے۔ ان دونوں پر اس بات کا آخری فیصلہ منحصر ہے۔ کہ حقیقی سچائی کیا ہے۔ میں اس معاملہ میں یور لارڈشپ سے مدد چاہتا ہوں۔ یور لارڈشپ برطانوی مسیحی دنیا کے مذہبی لیڈر ہیں۔ اگر یور لارڈشپ تکلیف گوارا فرما کر ہندوستان میں تشریف لاسکیں

اور اسلام اور مسیحیت کے درمیان متنازعہ فیہ امور پر تبادلہ خیالات کریں۔ تو یہ امر ہندوستان کی پبلک کیلئے نہایت مفید ہوگا۔

مَیں پہلا مبلغ اسلام ہوں۔ جو امریکہ گیا۔ میں نے انگلستان میں بھی بطور مبلغِ اسلام کام کیا ہے۔ اگر یور لارڈشپ کیلئے ہندوستان آنا ممکن نہ ہو۔ تو آپ کی طرف سے چیلنج کی منظوری کی اطلاع پانے پر مَیں خود انگلستان میں اِس غرض کیلئے بڑی خوشی سے حاضر ہو جاؤں گا

مَیں ہوں آپ کا مخلص خیر خواہ ڈاکٹر مفتی محمد صادق۔ قادیان
۱۶ راگست ۱۹۳۱ء

جواب

جناب من! مجھے ہدایت دی گئی ہے۔ کہ میں آپ کی ۱۶ راگست ۱۹۳۱ء کی چٹھی کا شکریہ ادا کروں۔ اور آپ کو اطلاع دوں کہ کسی طرح بھی یہ ممکن نہیں۔ کہ آرک بشپ آف کنٹربری ہندوستان میں یا اس ملک میں مذہبی امور پر بحث کرنے کا خیال دل میں لائیں۔

آپ کا تابعدار اے۔ سارجنٹ چیپلین۔ اکتوبر ۱۹۳۱ء

سوانح مؤلف رسالہ ہٰذا

اکثر شائقین علوم جب کوئی کتاب مطالعہ کرتے ہیں۔ تو انہیں یہ بھی شوق پیدا ہوتا ہے۔ کہ اس کتاب کے لکھنے والے کے بھی کچھ حالات

اور سوانح انہیں معلوم ہوں۔ لہذا اپنے بعض مخلص دوستوں کی خواہش کو پورا کرنے کے واسطے اپنے چند مختصر حالات لکھ دینا مناسب سمجھا ہے۔

عاجز کی پیدائش ۱۱ر جنوری ۱۸۷۲ء بروز جمعرات صبح کے وقت ہوئی۔ حضرت والد صاحب مرحوم کا اسم گرامی مفتی عنایت اللہ تھا۔ اور والدہ مرحومہ کا اسم گرامی مسمّاۃ فیض بی بی تھا۔ اللہ تعالیٰ اپنے رحم سے ہر دو کو جنّت نصیب کرے۔ حضرت والد مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ سے قبل وفات پا گئے تھے۔ والدہ مرحومہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں داخل تھیں۔

میری پیدائش بھیرہ ضلع شاہ پور میں ہوئی۔ جہاں مفتیوں کے چار پانچ گھر ایک ہی محلّہ میں اب تک ہیں۔ جو مفتیوں کا محلہ کہلاتا ہے۔ اور یہ سب گھر ایک ہی مورثِ اعلیٰ کی اولاد ہیں۔ جو شیخ بڈھا کے نام سے مشہور ہے۔ اور جس کا مقبرہ شہر بھیرہ کے شرقی جانب ایک میل کے فاصلہ پر واقعہ ہے۔ حضرت والد مرحوم بھیرہ کے ہائی سکول میں لوئر پرائمری کے اوّل مدرّس تھے۔ اور مجھے انہوں نے تین جماعتوں کی تعلیم اپنے طور پر دی۔ جب میں تیسری جماعت پاس کر کے چوتھی میں داخل ہوا۔ اس وقت میں اپنی جماعت میں سب سے چھوٹی عمر کا لڑکا تھا۔ بلکہ انٹرنس پاس کرنے تک یہی حال رہا۔ ابتداء سے لے کر دسویں جماعت تک میں نے بھیرہ میں تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد حضرت والد صاحب مرحوم کی وفات کے سبب میں ملازمت کرنے پر

مجبور ہوا۔ پہلے بھیرہ اسکول میں قریباً چھ ماہ مدرس رہا۔ اس کے بعد
حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کی وساطت سے
جموں ہائی سکول میں انگلش ٹیچر مقرر ہوا۔ اور اسی جگہ پرائیویٹ
تعلیم سے امتحان ایف۔ اے پاس کیا۔ پانچ سال جموں رہنے کے
بعد اسلامیہ سکول لاہور میں چھ ماہ کے قریب ریاضی کا مدرس
رہا۔ جہاں سے اکونٹنٹ جنرل پنجاب لاہور کے دفتر میں کلرک ہو کر
۱۹۰۱ء تک وہاں رہا۔ اور پرائیویٹ تعلیم سے امتحان بی۔ اے
کی تیاری انگریزی۔ عربی اور عبرانی مضامین میں کرتا رہا۔ اور وہاں
سے مستعفی ہو کر قادیان ہائی سکول میں پہلے سیکنڈ ماسٹر اور پھر
ہیڈ ماسٹر مڈل۔ پھر ہیڈ ماسٹر ہائی مقرر ہوا۔ ۱۹۰۵ء میں محمد افضل
مرحوم ایڈیٹر البدر کی وفات پر اخبار البدر کا ایڈیٹر و منیجر مقرر ہوا۔
جس کام پر ۱۹۱۴ء تک متعین رہا۔ جبکہ بدر بہ سبب طلب ضمانت
بند ہوا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے
حکم سے عاجز مبلغ ہو کر پہلے بنگال۔ اوڑیسہ اور اس کے بعد ہندوستان
کے دیگر مقامات مثلاً حیدر آباد وغیرہ بھیجا گیا۔ ۱۹۱۷ء میں مجھے
تبلیغ کے واسطے انگلینڈ بھیجا گیا۔ ۱۹۲۰ء میں انگلینڈ سے امریکہ جانے
کا حکم ہوا۔ وہاں جا کر پہلا اسلامی مشن قائم کیا۔ شکاگو میں مسجد اور
دارالتبلیغ بنایا۔ ۱۹۲۳ء کے آخر میں امریکہ سے واپس ہندوستان
آیا۔ اور صدر انجمن کا سکرٹری مقرر ہوا۔ ۱۹۲۶ء میں نظارتوں کے

انتظام اور صدر انجمن کے کاموں کے الحاق پر عاجز کو پہلے ناظر امور خارجہ اور بعد میں ناظر امور عامہ اور بعض دفعہ ہر دو کاموں پر لگایا جاتا رہا۔ ہمارا خاندانی شجرہ نسب جو خاندان میں پشت در پشت محفوظ چلا آتا ہے۔ ہمارے بزرگ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں۔ عرب سے ایران آئے۔ اور ایران سے سلطان محمود غزنوی کے زمانہ میں پنجاب آئے۔ پہلے پہلے ملتان اور پاکپٹن رہے۔ اور عموماً حکومت وقت کی طرف سے قاضی مقرر ہوتے رہے۔ اورنگ زیب عالمگیر کے زمانہ میں ایک بزرگ بھیرہ کے مفتی مقرر ہوئے۔ اس کے بعد مفتی ایک خاندانی نام مشہور ہوگیا۔

مسٹر شیلے مرحوم (اسد اللہ) کا ذکر

یہ بزرگ ان ایام کے ہیں جبکہ عاجز راقم (مصنف) بھی ہمراہی قاضی عبد اللہ صاحب لنڈن میں تبلیغ اسلام کی خدمت پر مامور تھا۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ میرے وقت کے ایک مخلص احمدی نومسلم یوروپین کا ذکر محفوظ ہو جائے۔ اس واسطے اس کو یہاں درج کیا جاتا ہے۔ مرحوم مسٹر شیلے قاضی صاحب کو پہلے پارک میں ملے تھے۔ پھر ہمارے ہاں مشن ہؤس اسٹار سٹریٹ میں آتے رہے۔ اور ۱۹۱۸ء میں مشرف باسلام ہوئے۔ اور ان

اسلامی نام اسد اللہ رکھا گیا تھا۔ ۱۹۳۴ء میں قریباً نوّے سال کی عمر میں وفات پائی۔ اللّٰھم اغفرہ وارحمہ وارفع درجاتہ فی جنّت العلی۔ یہ ایک نہایت ہی مخلص احمدی نومسلم تھے۔ ان کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ مطبوعہ الفضل ۲۲ نومبر ۱۹۳۴ء میں فرمایا:

"سمجھدار اور دیانت دار نومسلم تو اس بات کو کبھی برداشت ہی نہیں کر سکتے۔ کہ نبوت کا دروازہ بند مانا جائے۔ جب میں ولایت گیا۔ تو ایک نہایت ہی مخلص احمدی نومسلم مسٹر شیلے جو بہت بوڑھے تھے۔ اور اب فوت ہو چکے ہیں۔ مجھ سے ملنے کے لئے آئے۔ وہ مزدوری کیا کرتے تھے۔ اور ان کی عادت تھی۔ کہ جب بھی مسجد میں آتے۔ چونکہ چائے وغیرہ پلائی جاتی تھی۔ اس لئے چھ آنے یا نو آنے کے قریب ہمیشہ چندہ دے جاتے تا یہ نہ سمجھا جائے کہ وہ مفت میں چائے پی رہے ہیں۔ نہایت مخلص اور اسلام سے محبت رکھنے والے تھے۔ مجھ سے جب ملنے کے لئے آئے۔ تو باتیں کرتے وقت محبت کے جذبہ سے سرشار ہو کر مجھ سے کہنے لگے۔ آپ مجھے یہ بتائیں۔ کہ کیا مرزا صاحب نبی تھے؟ میں نے کہا ہاں نبی تھے۔ اس پر ان کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا۔ اور کہنے لگے مجھے بڑی خوشی ہوئی۔ پھر کہنے لگے۔ آپ مجھے بتائیں۔ کیا آپ کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مسلمانوں کے لئے نبوت

کا دروازہ کھلا ہے؟ گو یہ علیحدہ بات ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی نظرِ انتخاب کسی خاص شخص پر پڑے۔ اور دوسروں پر نہ پڑے۔ میں نے کہا۔ یقیناً خدا تعالےٰ نے امّت محمّدیہ کیلئے باب نبوّت کو کھلا رکھا ہے۔ اس پر ان کا چہرہ پھر دمک اٹھا۔ اور کہنے لگے۔ مجھے بڑی خوشی ہوئی پھر باوجود اس کے کہ انہیں معلوم تھا۔ کہ میں جماعت احمدیہ کا خلیفہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بیٹا ہوں۔ مجھے کہنے لگے۔ آپ نے حضرت مرزا صاحب کو دیکھا ہے۔ میں نے کہا ہاں دیکھا ہے۔ اس پر پھر ان کا چہرہ روشن ہوگیا۔ اور کہنے لگے۔ مجھے بڑی خوشی ہوئی۔ آپ اپنا ہاتھ پکڑا ئیے۔ پھر انہوں نے مجھ سے مصافحہ کیا۔ اور کہتے ہوئے کہ آج میں نے ایک نبیؑ کے دیکھنے والے سے مصافحہ کیا ہے۔ غرض سمجھدار اور بے غرض یورپین نو مسلم یہ عقیدہ کبھی برداشت ہی نہیں کر سکتے۔ کہ کوئی ایسا نبی آئے۔ جو تمام ترقیات کے دروازے بنی نوع انسان کے لئے بند کر دے؟"

لہ۔ مسٹر شیلے اس امر میں بہت لذّت محسوس کیا کرتے تھے۔ کہ وہ ایک نبیؑ کے ملنے والے سے مل رہے ہیں۔ اور ہر ایک ہندوستانی جو انہیں مسجد میں ملتا تھا۔ اس کے ساتھ اس قسم کی گفتگو کیا کرتے تھے۔ جیسی کہ انہوں نے خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز سے کی۔ (صادق)

حضرت مولنا مولوی عبدالرحیم صاحب نیرؓ فرماتے ہیں:-

مولوی محمدؐ عنایت اللہ صاحب تاجر کتب قادیان نے حضرت ڈاکٹر مفتی محمدؐ صادق صاحب کے افاضہ قلم سے کتاب موسومہ " بائبل کی بشارات متعلق سرور کائنات" شائع کی ہے۔ مضمون ہمیشہ راقم کے نام و کام کے ساتھ وابستہ ہو کر پڑھنے والے پر اثر کرتا ہے۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ یہ کتاب دوست اور دشمن ہر دو کے لئے مفید معلومات کا خزانہ اور باعث برکت ہو گی۔ انشاء اللہ۔ کیونکہ جس طرح اسلام کے تبلیغی سلسلہ میں سلسلہ عالیہ احمدیہ ممتاز ہے۔ اسی طرح احمدی مجاہدین میں حضرت ڈاکٹر مفتی صاحب اپنی ذاتی قابلیت۔ حضرت مسیح موعودؑ کی قدیم معیت اور تبلیغی خدمات اور مسیحیت کی نسبت خاص معلومات کے لحاظ سے ممتاز ہیں۔ بائبل پر نظر ڈالنے کیلئے عبرانی سے واقفیت ضروری ہے۔ اور ہماری جماعت میں یہ خصوصیت حضرت ڈاکٹر مفتی صاحب موصوف کو حاصل ہے۔ مضمون کتاب اور مصنف سے ذاتی واقفیت اور کچھ عرصہ مل کر کام کرنے کے سبب میں یہ بھی یقین رکھتا ہوں۔ کہ اس کتاب کا مطالعہ روحانی رنگ میں بھی مفید ہوگا۔ کیونکہ کُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْنَ میں میرے نزدیک پاک لوگوں کی تصانیف کا مطالعہ بھی شامل ہے۔ میں اور حضرت مفتی صاحب ایک مرتبہ جبکہ موصوف امریکہ جا رہے تھے۔ اور میں لنڈن سے آپ کو رخصت کرنے لورپول گیا تھا۔ ایک ہوٹل نیلسن نام میں مقیم تھے۔ دونوں نے دُعائیں کیں۔ مجھے فرمایا گیا۔ اسلام کا درخت پھولیگا پھلیگا

اور دنیا کے کناروں تک پھیلے گا" اور اس رات مفتی صاحب نے رؤیا میں امریکہ کی ایک خاتون کو مسلمان کر کے فاطمہ مصطفیٰ نام رکھا۔ ایک سال بعد میں اس بندرگاہ سے افریقہ کے لئے سوار ہوا۔ اور اللہ نے مجھے بامراد کیا۔ اور موصوف نے تو امریکہ پہنچکر رؤیا کو عالم وجود میں پورا ہوتے ہوئے دیکھ لیا۔ پس ایسے لوگوں کی کتب کا خریدنا مطالعہ کرنا گھر میں رکھنا انشاء اللہ ہر قسم کی خیر کا موجب ہوگا۔

میں سفارش کرتا ہوں۔ کہ مولوی محمد عنایت اللہ صاحب کی شائع کردہ تصنیفِ مفتی صاحب کو دوست خرید کر عنایات اللہ سے مستفیض ہوں۔ (عبدالرحیم نیر)

مسیح موعودؑ کے متعلق پیشگوئیاں

اس لیکچر میں جسقدر پیشگوئیاں بائبل سے لکھی گئی ہیں۔ وہ سب حضرت نبی کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق ہیں۔ اب چند ایک پیشگوئیاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق بھی درج کی جاتی ہیں۔

(۱) سب سے اول میں دانیال نبی کی پیشگوئی کو بیان کرتا ہوں۔ جو دوہری پیشگوئی ہے یعنی اس میں حضرت نبی کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور کی بھی خبر ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آنے کی بھی خبر دی گئی ہے۔ اور ہر دو کا درمیانی وقت بھی بتلایا گیا ہے۔ کہ کتنے سالوں کے وقفہ سے وہ ایک دوسرے کے بعد ظاہر ہوں گے۔ چنانچہ

اصل عبارت بائبل مطبوعہ امریکن مشن پریس لدھیانہ ۱۸۸۳ء کے صفحہ ۹۴۰ سے درج ذیل ہے :-

کتاب دانیال باب ۱۲ آیت ۵ - اور میں دانیال نے نظر کی ۔ اور کیا دیکھتا ہوں ۔ کہ دو اور کھڑے تھے ۔ ایک دریا کے کنارے کے اِس طرف دوسرا دریا کے کنارے کے اُس طرف اور ایک نے اُس شخص سے جو کتان کا لباس پہنے تھا ۔ اور دریا کے پانیوں پر تھا پوچھا ۔ کہ یہ عجائب چیزیں کتنی مدت بعد انجام تک پہنچیں گی ۔ اور میں نے سنا کہ اس شخص نے جو کتانی پوشاک پہنے تھا ۔ جو دریا کے پانیوں پر تھا ۔ اپنا دہنا اور اپنا بایاں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر اسکی جو ہمیشہ جیتا ہے ۔ قسم کھائی ۔ اور کہا ۔ کہ ایک مدت اور مدتوں اور آدھی مدت تک رہیں گی ۔ اور جب وہ پورا کر چکے گا ۔ اور مقدس لوگوں کا زور کھو دیگا ۔ یہ سب چیزیں پوری ہونگی ۔ اور میں نے تو سنا پر نہیں سمجھا ۔ تب میں نے کہا ۔ اے میرے خداوند ان چیزوں کا انجام کیا ہوگا ۔ اس نے کہا ۔ اے دانی ایل تو اپنی راہ چلا جا ۔ کہ یہ باتیں آخر کے وقت تک بند و سر بمہر رہیں گی ۔ اور بہت لوگ پاک کئے جائینگے ۔ اور سفید کئے جائیں گے ۔ اور آزمائے جائیں گے ۔ لیکن شریر شرارت کرتے رہیں گے ۔ اور شریروں میں سے کوئی نہ سمجھے گا ۔ پر دانشور سمجھینگے اور جس وقت سے دائمی قربانی موقوف کی جائیگی ۔ اور بُت توڑے جائینگے ایک ہزار دو سو نوے دن ہوں گے ۔ مبارک وہ جو انتظار کرتا ہے ۔ اور ایک ہزار تین سو پینتیس روز تک آتا ہے ۔ پر تو اپنی راہ چلا جا ۔ جب تک کہ وقت اخیر آوے ۔ کہ تو چین کریگا ۔ اور اپنی میراث پر اخیر کے دنوں میں اٹھ کھڑا ہو

نوٹ :- اوپر کی عبارت میں جہاں ہم نے لکھا ہے۔ بت توڑے جائینگے وہاں عیسائی مترجم لکھتا ہے۔" اور وہ مکروہ چیز جو خراب کرتی ہے۔ قائم کی جائیگی"۔ اصل عبرانی الفاظ جو اس جگہ ہیں۔ ان کا یہ صحیح ترجمہ ہے۔ جو ہم نے کیا ہے۔ گو ان الفاظ کا اور ترجمہ بھی ہو سکتا ہے۔ مگر سیاق وسباق اور پیشگوئی کے لحاظ سے یہی ترجمہ درست ہے۔ جو ہم نے کیا ہے۔

جیسا کہ ہم نے اوپر ذکر کیا ہے۔ یہ پیشگوئی دہری ہے۔ بلکہ تین پیشگوئیاں اس میں ہیں۔ ایک تو خود حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے متعلق ہے۔ جن کی نشانی یہ بیان کی گئی ہے۔ کہ اس کی آمد سے دائمی قربانی موقوف ہو جائیگی۔ دائمی قربانی سے مراد شریعت موسوی ہے۔ کیونکہ حضرت موسیٰ کی شریعت کے مطابق ایک بکرا روزانہ ہیکل پر قربان کیا جاتا تھا۔ اور یہ قربانی موقوف نہ ہو سکتی تھی۔ جب تک کہ دوسری شریعت نازل ہو کر اس حکم کو منسوخ نہ کر دے۔ اور حضرت موسیٰ کے بعد شریعت لانے والا نبی حضرت محمد عربی مکی مدنی صلی اللہ علیہ آلہٖ وسلم کے سوائے کوئی نہیں ہوا۔ ایسے نبی بہت ہوئے۔ جو موسیٰ کی شریعت کے خادم اور اسکی پیروی کرنیوالے تھے۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام بھی کوئی نئی شریعت نہ لائے تھے۔ بلکہ انہوں نے صاف فرما دیا کہ میں موسیٰ کی شریعت کو منسوخ کرنے نہیں آیا۔ بلکہ اسکو پورا کرنے آیا ہوں۔ دوسری علامت حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ کی یہ بیان کی گئی ہے۔ کہ جب بت توڑے جائینگے۔ سو تاریخ زمانہ شاہد ہے۔ کہ جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بتوں کو توڑا۔ اور بت پرستی کو مٹایا۔

اور اللہ تعالیٰ کی خالص توحید کو دنیا میں قائم کردیا۔ ایسا اور کسی نبی یا مصلح نے دنیا میں نہیں کیا۔ ان دو علامتوں کے ساتھ حضرت نبی کریم خاتم النبیین محمد المصطفٰے والمجتبیٰ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے زمانہ آمد کی خبر دی گئی۔ اور اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ ایک ہزار دو سو نوے دن تبلایا گیا ہے۔ اور کتب الہامیہ کے محاورہ کے مطابق دن سے مراد سال ہوتا ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے بعد تیرھویں صدی کے خاتمہ پر مسیح موعود کا ظہور ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور ان آیات میں تیسری پیشگوئی حضرت خلیفۃ ثانی ایدہ اللہ مصلح موعود حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے زمانہ کے متعلق ہے۔ کہ مبارک ہے وہ جو تیرہ سو پینتیس تک آتا ہے۔ اور وہ بھی مبارک ہے۔ جو اس وقت کے خلیفہ کو قبول کرتا ہے۔ پس یہ ایک زبردست پیشگوئی ہے۔ جو دانیال نبی نے آج سے قریباً اڑھائی ہزار سال قبل کی تھی۔ اور تین بار پوری ہوئی۔ ایک حضرت نبی کریم رسول عربی محمد المصطفٰے والمجتبیٰ کے ظہور کے وقت اور دوسری حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت پر اور تیسری قیام خلافت ثانیہ پر۔

(۲) میں امریکہ میں تھا۔ کہ ایک صاحب جو عبرانی زبان جانتے تھے۔ اور کبھی کبھی میرے لیکچروں میں آیا کرتے تھے۔ ایک دن میرے پاس آئے۔ اور فرمانے لگے۔ کہ میں آپ کے واسطے ایک خوشخبری لایا ہوں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ بائبل کو پڑھتے ہوئے آج میں اچانک ان آیات پر پہنچا جن میں آپ کے اس ملک میں آنے کا ذکر ہے۔ اور آپ کا نام اس میں درج

ہے۔ یسعیاہ باب ۴۱ آیت ۲ میں لکھا ہے کہ "کہ خدا نے صادق کو مشرق کی طرف سے برپا کیا"۔ آپ کا نام صادق ہے۔ اور آپ مشرق کی طرف پہلے یورپ اور پھر امریکہ آئے ہیں۔ میں نے اسے کہا۔ یہ بالکل سچ ہے اور یہ ایک زبردست پیشگوئی ہے۔ مگر دراصل یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق ہے۔ جو خدا تعالیٰ کے راستباز بندے اور رسول اور مسیح اور مہدی ہیں۔ اور ان کا ظہور مشرقی ممالک میں ہوا مگر ان کی تبلیغ اور ہدایت تمام اطراف میں پھیلی۔ اور مغربی ممالک میں پہنچی اور یہ بھی خدا تعالیٰ کی عجیب حکمت ہے کہ ان کی طرف سے جو پہلا مبلغ امریکہ میں بھیجا ہے۔ اس کا نام بھی صادق ہے۔ پس میرے یہاں آنے سے بھی یہ پیشگوئی ضمناً پوری ہوئی۔ اور یہ ایک نشان ہے۔ اللہ تعالیٰ کے عظیم الشان نشانوں میں سے۔ مبارک ہیں وہ جو ان نشانات کو قبول کریں۔ اور ایمان لائیں۔ اور برکت پائیں۔ اُن صاحب کے واسطے یہی آیت مسلمان ہونے اور احمدیت میں داخل ہونے کا موجب ہوئی۔

(۳) جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیر صاحب گولڑہ کو عربی زبان میں قرآن شریف کی تفسیر لکھنے کے واسطے چیلنج کیا۔ اور سورۃ فاتحہ کی ایک تازہ تفسیر چند روز میں لکھ کر شائع کر دی۔ تو مجھے خیال ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سورۃ فاتحہ کے ساتھ بہت گہرا تعلق ہے۔ آپ نے براہین احمدیہ میں ایک ضخیم تفسیر سورۃ فاتحہ کی لکھی ہے۔ پھر عربی میں کتاب کرامات الصادقین میں سورۃ فاتحہ کی تفسیر ہے۔ اور آپ کے ہر ایک لیکچر اور تقریر میں بھی سورۃ فاتحہ کا کچھ نہ کچھ ذکر اور

اس سے استدلال ہوتا ہے۔ اور حضور کے خاص خدّام سے میں نے سنا۔ کہ تہجد کی نماز میں آپ سورۃ فاتحہ کا بہت خشوع کے ساتھ تکرار کرتے۔ اور بالخصوص آیت اھدنا الصراط المستقیم کو بہت بہت دفعہ پڑھتے۔ تب میرے دل میں یہ بات ڈالی گئی۔ کہ ضرور ہے۔ کہ پہلی کتابوں میں بطور پیشگوئی کے یہ بات درج ہو۔ کہ آنے والے مسیح کو سورۃ فاتحہ کے ساتھ خاص تعلق ہوگا۔ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے بائبل پر نظر دوڑانی شروع کی۔ اور جب میں مکاشفات یوحنّا کے باب دس پر پہنچا۔ تو میرے دل نے گواہی دی۔ کہ یہی وہ مقام ہے۔ جس کی میں تلاش میں ہوں۔ مگر میں نے اپنے اس خیال پر بھروسہ نہ کیا۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں دعا میں لگ گیا۔ کہ کیا یہ بات درست ہے۔ جو میں نے معلوم کی ہے تب مجھے یہ الہام ہؤا۔ تلك اٰیت من اٰیات ربّ الکریم۔ یعنی یہ رب کریم کے نشانوں میں سے ایک نشان ہے۔ اس کے بعد میں نے اسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش کیا۔ اور حضور نے اس کو پسند فرمایا۔ اور اپنی کتاب زیر اشاعت میں اس پیشگوئی کو درج فرمایا فالحمد للہ۔ اب میں ان آیات کو یہاں درج کرتا ہوں۔

"پھر میں نے ایک اور زور آور فرشتے کو آسمان سے اترتے دیکھا۔ جو ایک بدلی کو اوڑھے اور اس کے سر پر دھنک تھا۔ اور اس کا چہرہ آفتاب سا۔ اور اس کے پاؤں آگ کے ستونوں کی مانند تھے۔ اور اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹی سی کتاب بنام فتوحہ تھی۔ اور اس نے اپنا دایاں پاؤں سمندر پر اور بایاں خشکی پر دھرا اور بڑی آواز سے جیسے ببر گرجتا ہے

پکارا۔ اور جب اس نے پکارا۔ تب بادل نے گرجنے کی اپنی سات آوازیں دیں۔ اور جب بادل اپنے سات رعدوں کی آوازیں دے چکا تھا۔ تو میں لکھنے پر تھا۔ تب میں نے آسمان سے ایک آواز سنی۔ جو مجھے فرماتی تھی۔ کہ بادل کے ان سات رعدوں سے جو بات ہوئی۔ اس پر مہر کر رکھ۔ اور مت لکھ۔ تب اس فرشتے نے جسے میں نے سمندر اور خشکی پر کھڑا دیکھا۔ اپنا ہاتھ آسمان کی طرف اٹھایا۔ اور اسکی جو ابد تک زندہ ہے۔ جس نے آسمان کو اور جو کچھ اس میں ہے۔ اور زمین کو اور جو کچھ اس میں ہے۔ اور سمندر کو اور جو کچھ اس میں ہے۔ پیدا کیا۔ قسم کھائی۔ کہ پھر اور مدت نہ ہوگی۔ بلکہ ساتویں فرشتہ کی آواز کے دنوں میں جب وہ پھونکنے پر ہو۔ خدا کا پوشیدہ مطلب جیسا اس نے اپنے خدمتگذار نبیوں کو خوشخبری دی۔ پورا ہوگا" یہ آیات کتاب کی ہیں۔ اور ان میں جہاں میں نے لفظ "فتوحہ" لکھا ہے۔ وہاں اردو بائبل میں لفظ "کھلی ہوئی" لکھا ہے۔ لیکن عبرانی زبان کی انجیل میں لفظ فتوحہ ہے۔ جو کہ عربی کے لفظ فاتحہ کا ہم معنی ہے۔ اس واسطے میں نے عبرانی لفظ لکھا ہے اس پیشگوئی میں صاف بتلایا گیا ہے۔ کہ آخری زمانہ میں جب کہ مسیح کی آمد ثانی ہوگی۔ اس وقت اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹی سی کتاب ہوگی جس کا نام فاتحہ ہوگا۔ اور اسکی سات آیات ہوں گی۔ اس کشف کے دیکھنے والے کو یہ اجازت نہ دی گئی۔ کہ وہ ان سات آوازوں کو یعنی اس کلام کو جسے اس نے سنا۔ لکھ لے۔ کیونکہ یہ کلام ابھی تک دنیا پر نازل نہ ہوا تھا۔ اور اس کا نازل ہونا حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ و

آلہٖ وسلم پر مقدر تھا۔ ان آیات کی تفسیر کرتے ہوئے خود عیسائی مفسرین اس امر کا اقرار کرتے ہیں۔ کہ ان آیات میں یسوع مسیح کی دوسری آمد کا ذکر ہے۔ جو آخری زمانہ میں ہوگی۔ اور چھوٹی کتاب سے مراد وہ بائبل لیتے ہیں۔ مگر خود ہی حیرانی بھی ظاہر کرتے ہیں۔ کہ بائبل کو چھوٹی کیوں کہا گیا۔ کیونکہ وہ تو بڑی ساری کتاب ہے۔ غرض یہ پیشگوئی مسیح کی آمد ثانی کے متعلق اور سورۃ فاتحہ کے ساتھ اس کے خاص تعلق کو پوری وضاحت کے ساتھ ظاہر کرتی ہے۔



چند مزید پیشگوئیاں

مرتبہ محمد صدیق صاحب مولوی فاضل امرتسری

خداتعالیٰ جب دنیا میں کوئی نبی مبعوث فرماتا ہے۔ تو اس کے ذریعے اس سے بعد آنیوالے مامور کے متعلق پیشگوئیاں کرا دیتا ہے۔ وہ ایسی علامات لوگوں کو بتا دیتا ہے۔ تاکہ جب وہ آئے۔ تو دنیا کو اس کے پہچاننے میں آسانی ہو۔ اس قانون کے ماتحت اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ سے آپ کے بعد آنیوالے عظیم الشان نبی کے متعلق بکثرت ایسے نشانات و علامات دنیا کو بتائیں۔ جن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صادق اور راستباز ماننے والوں کیلئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پہچاننے میں کچھ بھی دقت نہ تھی۔ اور ان علامات کے ذریعہ بہتوں کو آپ کے قبول کرنے کی سعادت حاصل بھی ہوئی۔ مگر بہت سی محروم بھی رہے اس وقت انجیل میں سے بعض ایسے حوالے پیش کئے جاتے ہیں۔ جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی خبر دی ہے۔ اور جن کی طرف اب تک بہت کم لوگوں نے توجہ کی ہے۔ تاکہ اگر کوئی اب بھی فائدہ اٹھانا چاہے۔ تو اٹھائے۔

(۱) یوحنا کے مکاشفات باب ۱۴ میں حضرت مسیح علیہ السلام کے کشوف کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ انہوں نے کہا۔ "پھر میں نے نگاہ

کی۔ اور دیکھو کہ برّہ صیہون پہاڑ پر کھڑا تھا۔ اور اس کے ساتھ ایک لاکھ چوالیس ہزار جن کے ماتھوں پر اس کے باپ کا نام لکھا تھا۔......... اور وہ تخت کے سامنے اور ان چاروں جانداروں اور بزرگوں کے آگے گویا نیا گیت گا رہے تھے۔ اور کوئی ان کے سوا جو زمین سے خریدے گئے تھے۔ اس گیت کو نہ سیکھ سکا۔ یہ وہ لوگ ہیں۔ جو عورتوں کے ساتھ گندگی میں نہ پڑے۔ کہ کنوارے ہیں۔ یہ وہ ہیں۔ جو برّے کے پیچھے جاتے ہیں۔ جہاں کہیں وہ جاتے ہیں۔ یہ خدا اور برّے کیلئے پہلے پہل کے آدمیوں سے مول لئے گئے ہیں۔ اور ان کے منہ میں مکر نہ پایا گیا۔ کیونکہ وہ خدا کے تخت کے آگے بے عیب ہیں"۔

اس حوالہ کی تشریح کرنے سے قبل یہ عرض کر دینا ضروری ہے۔ کہ انبیاء کا کلام مجاز اور استعاروں سے پُر ہوتا ہے۔ اس پیشگوئی میں بھی حضرت مسیح علیہ السلام نے استعارات سے کام لیا ہے۔ شروع میں فرمایا ہے۔ "دیکھو کہ برّہ صیہون پہاڑ پر کھڑا ہے۔ اور اس کے ساتھ ایک لاکھ چوالیس ہزار جن کے ماتھوں پر اس کے باپ کا نام لکھا تھا"۔ ان الفاظ میں صیہون پہاڑ کا ذکر تشبیہ کے طور پر کیا ہے۔ اور بائبل کے قاعدے کے مطابق ایک لاکھ چوالیس ہزار کا محاورہ کثرت کے اظہار کیلئے استعمال ہوا ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ایک ایسا پاکباز انسان میں نے دیکھا۔ جو صیہون جیسے پہاڑ پر کثیر التعداد انسانوں کی جمعیت میں کھڑا ہے۔ وہ خود اور اس کے ساتھی

خدا تعالیٰ کے ایسے پیارے اور مقرب ہیں۔ کہ ان کے ماتھے پر خدائی نور چمک رہا تھا۔ گویا باپ یعنی خدا کا نام ان کے چہروں پر لکھا تھا۔ یہ نشانات سوائے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اور کسی پر صادق نہیں آتے۔ اس پیشگوئی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے صحابہؓ کے ساتھ عرفات پر چڑھنے اور حج کے موقعہ پر طواف کرنے کا نظارہ آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔ پھر آپ کے صحابہ کرام کا اخلاص اور مومنانہ شان جس کے متعلق خدا تعالیٰ نے فرمایا۔ سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود کہ ان کے بشرے سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ یہ خدا کی پاکیزہ جماعت کے افراد ہیں۔ اور خدائی نور ان کے چہروں سے ہویدا ہے۔ اس کا نظارہ اس پیشگوئی میں دکھایا گیا۔ آگے لکھا ہے کہ" اور وہ تخت کے سامنے اور ان چاروں جانداروں اور بزرگوں کے آگے گویا نیا گیت گا رہے تھے"۔

یہ بھی حج الوداع کے موقعہ کا نظارہ ہے۔ خدا تعالیٰ کا تخت کیا تھا؟ وہی خدا تعالیٰ کا گھر جس کی طرف اس نے سجدہ کرنے کا حکم دیا۔ اور جس کو قبلہ مقرر کیا۔ اور چار بزرگ اشخاص سے کون مراد تھے۔ ایک تو خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور تین وہ بزرگ انسان جو آپ کے بعد خلافت کے منصب پر متمکن ہوئے۔ یعنی حضرت ابو بکر رضؓ حضرت عمر رضؓ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم۔ حضرت علی رضؓ چونکہ کسی وجہ سے اس حج میں شریک نہ ہوئے۔ اس لئے ان کا ذکر پیشگوئی میں نہیں

کیا گیا۔ اور وہ گیت خدا تعالیٰ کا وہ پاک کلام تھا۔ جو تمام دنیا کے لیے نیا اور عجیب تھا۔ یا وہ الفاظ تھے۔ جو حج کے موقعہ پر بطور تلبیہ کہے جاتے ہیں۔ یعنی لبیك اللّٰهم لبیك لا شریك لك لبیك یہ گیت یقیناً اہل عرب کے لئے نیا تھا جکو انہوں نے کبھی نہ سنا تھا پھر بیان کیا گیا ہے۔ کوئی اس گیت کو سوائے ان چوالیس ہزار اور ایک لاکھ آدمیوں کے نہ سیکھ سکا۔ جو زمین سے خرید ے گئے تھے۔ اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ وہی لوگ اس گیت کو سیکھ سکیں گے۔ جو سب کچھ خدا کی راہ میں قربان کر کے بالکل اسی کے ہو جائیں۔ اور تمام گندگیوں سے مطہر و مبرّہ رہیں۔ قرآن کریم میں بھی اس کا ذکر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لا یمسه الا المطهرون۔ کہ اس کو سوائے پاکبازوں کے اور کوئی نہیں چھو سکتا۔ یعنی اس کا علم اور اس کے حقائق و معارف سوائے عارف اور مومن اور مطہر انسانوں کے اور کوئی حاصل نہیں کر سکتا۔ پس اس پیشگوئی میں خرید ے ہوئے آدمیوں سے وہ صحابہ کرام مراد ہیں۔ جنہوں نے اپنی جانیں اپنے اموال اپنی اولاد غرضیکہ سب کچھ خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان کر دیا۔

پھر ان خرید ے ہوئے لوگوں کے نشانات بتائے گئے۔ فرمایا "یہ وہ لوگ ہوں گے۔ جو عورتوں کے ساتھ گندگی میں نہ پڑے۔ کہ کنوارے ہیں۔" "یہ وہ لوگ ہیں۔ جو برّے کے پیچھے جاتے ہیں۔" "ان کے

منہ میں مکر نہ پایا گیا۔ کیونکہ وہ خدا کے تخت کے آگے بے عیب ہیں"۔
یہ سب علامات ایسی ہیں۔ جو صحابہ کرام پہ صادق آتی ہیں۔ یہی لوگ تھے۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو قبول کرنے پر ان افعال قبیحہ سے منزہ ہو گئے۔ جن میں اس وقت اہل عرب مبتلا تھے۔ پھر یہی لوگ تھے۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اشارے پر اپنی جانیں نثار کرتے رہے۔ انہی کے متعلق اللہ تعالےٰ فرماتا ہے الذین یتبعون النبی الامی۔ کہ یہ لوگ امی نبی کے پیچھے چلتے ہیں۔ پھر وہ خدا تعالیٰ کے حضور مکر و فریب سے بالکل پاک اور بے عیب نکلے۔ سورۃ فتح میں اللہ تعالیٰ ان کی بے عیبی کا ذکر کرتا ہوا فرماتا ہے وعد اللہ الذین آمنوا و عملوا الصٰلحٰت منہم مغفرۃ و اجراً عظیماً۔ کہ اللہ تعالےٰ نے مومنوں اور نیک عمل کرنیوالوں کے لئے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ فرمایا ہے۔ پس یوحنا کی اس پیشگوئی کی علامات صاف اور واضح طور پہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر صادق آتی ہیں۔

(۲) اسی باب میں آگے آتا ہے۔ "میں نے ایک اور فرشتے کو انجیل ابدی لئے ہوئے دیکھا۔ کہ آسمان کے بیچوں بیچ اڑ رہا تھا۔ تاکہ زمین کے رہنے والوں اور سب قوموں اور فرقوں اور اہل زبان اور لوگوں کو خوشخبری سنائے۔ اور اس نے بڑی آواز سے کہا۔ خدا سے ڈرو۔ کیونکہ اسکی عدالت کی گھڑی آئی۔ اور اس کی پرستش کرو جس نے

آسمان اور زمین اور سمندر اور پانی کے چشمے پیدا کئے"
یہ تو واضح بات ہے۔ کہ حضرت مسیح ؑ کی انجیل ابدی نہیں۔ اسی لئے انہوں نے خود کہا۔ کہ ابھی کچھ اور باتیں ہیں۔ جن کی تمہیں برداشت نہیں۔ گویا بالفاظ دیگر حضرت مسیحؑ نے اس بات کا اقرار فرمایا ہے۔ کہ یہ انجیل مکمل نہیں۔ پس وہ انجیل جو حضرت مسیح کی طرف منسوب کی جاتی ہے۔ وہ تو ابدی نہیں ہو سکتی۔ انجیل ابدی سے مراد وہی روح حق ہے۔ جو اس کے بعد دنیا کو دی جانی تھی۔ اور جس کے متعلق حضرت مسیحؑ فرماتے ہیں "وہ ہمیشہ کے لئے ہوگی" اور وہ قرآن کریم ہے۔ جس کا درجہ اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ہے یعنی کمال کو پہنچ گئی۔ اور ذکراً للعلمین ہے۔ اور جس کی تعلیم ہر خاص و عام ہر فرقہ ہر قوم اور ہر ملک کے لئے ابد الآباد تک ہے۔

پھر اس کتاب کے لانے والے نے ہی تمام دنیا کے انسانوں کو پکار کر کہا۔ یاایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعًا۔ کہ اے ساری دنیا کے لوگو۔ میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول اور ہادی ہو کر آیا ہوں۔ اور میں تم کو یہ تعلیم دیتا ہوں۔ کہ ایک خدا کی پرستش کرو۔ کیونکہ اسکی عدالت کی گھڑی لازمی طور پر آنے والی ہے۔ (ماخوذ از اخبار الفضل مورخہ یکم جولائی ۱۹۳۶ء)

الفضل یکم جولائی میں اس مضمون کا ایک حصہ شائع ہو چکا ہے۔ اب بقیہ حصہ درج کیا جاتا ہے۔

گزشتہ مضمون کے آخر میں مَیں نے ثابت کیا تھا۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے جو یہ فرمایا ہے۔ کہ "میں نے ایک اور فرشتے کو ابدی انجیل لئے ہوئے دیکھا۔ کہ آسمان کے بیچوں بیچ اُڑ رہا ہے۔" اس ابدی انجیل سے مراد قرآن کریم ہے۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیا گیا۔ آج اسکی تائید میں انجیل کا ایک اور حوالہ پیش کیا جاتا ہے (۱) حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "میں نے اس کے دہنے ہاتھ میں جو تخت پر بیٹھا تھا۔ ایک کتاب دیکھی۔ جو اندر اور باہر لکھی ہوئی تھی۔ اور سات مہروں سے بند تھی"۔ (مکاشفہ باب ۵)

یہ علامت بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صادق آتی ہے۔ کیونکہ قرآن کریم ہی ایک ایسی کتاب ہے۔ جس کی ابتدا سات آیتوں سے ہوتی ہے۔ اور وہ آیات ایسی ہیں۔ جن میں قرآن کریم کے تمام مضامین کا خلاصہ بیان کر دیا گیا ہے۔

اس کے بعد مَیں انجیل یوحنا باب ۱۶ کی طرف متوجہ کرتا ہوں جس میں حضرت مسیح علیہ السلام اپنے جانے کے وقت اپنی قوم کو "تسلی دینے والے" کی بشارت دیتے ہیں۔ بلکہ اپنے جانے کی علت غائی ہی ٹھہراتے ہیں۔ فرماتے ہیں:۔ "لیکن مَیں اب اس پاس جس نے مجھے بھیجا ہے۔ جاتا ہوں...... مَیں تمہیں سچ کہتا ہوں۔ کہ تمہارے لئے میرا جانا ہی فائدہ مند ہے۔ کیونکہ اگر میں نہ جاؤں۔ تو تسلی دینے والا تم پاس نہ آئے گا۔ ...... مَیں اسے تم پاس بھیج دونگا۔ اور وہ

آن کر دنیا کو گناہ اور راستی سے اور عدالت سے تقصیروار ٹھہرائیگا گناہ سے اس لیئے کہ وہ مجھ پر ایمان نہیں لائے۔ اور راستی سے اس لیئے کہ میں اپنے باپ پاس جاتا ہوں۔ اور تم مجھے پھر نہ دیکھو گے عدالت سے اس لیئے کہ اس جہان کے سردار پر حکم کیا گیا ہے۔ میری اور بہت سی باتیں ہیں۔ کہ میں تمہیں کہوں۔ پر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن جب "وہ" یعنی روح حق آئے۔ تو وہ تمہیں ساری سچائی کی راہ بتائیگی۔ اس لیئے کہ وہ اپنی نہ کہے گی۔ لیکن جو کچھ سنیگی۔ سو کہیگی۔ اور تمہیں آئندہ کی خبریں دیگی۔ وہ میری بزرگی کریگی۔ اس لیئے کہ وہ میری چیزوں سے پائیگی"

ان الفاظ میں حضرت مسیح علیہ السلام نے کئی باتیں بیان فرمائی ہیں۔ اور واضح طور پر اپنے بعد آنیوالے کے نشانات بتائے ہیں۔

اول انہوں نے فرمایا ہے۔ کہ میرے جانے کے بعد وہ تسلی دینے والا تمہارے پاس آئیگا۔ اور اگر میں نہ جاؤں۔ تو وہ نہیں آئیگا حضرت مسیح علیہ السلام اس دنیا سے کوچ کر گئے۔ پس ضروری تھا کہ ان کے ان الفاظ کے مطابق خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی تسلی دینے والا آتا۔ عیسائی حضرات بتائیں۔ کہ سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے کونسا تسلی دینے والا آیا۔ جسے آپ لوگ اس پیشگوئی کا مصداق ٹھہرا سکیں؟ اگر کہا جائے۔ کہ آئندہ کوئی آئیگا۔ جو اس پیشگوئی کا مصداق ہوگا۔ تو یہ پیشگوئی کے مفہوم کے خلاف ہے۔ کیونکہ

الفاظ سے صاف پتہ چلتا ہے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی مراد یہ ہے۔ کہ وہ تسلی دینے والا آپ کے بعد قریب کے زمانہ میں آئیگا۔

بعض عیسائی یہ کہدیا کرتے ہیں۔ کہ اس پیشگوئی کی مصداق روح القدس ہے۔ جو حضرت مسیح کے بعد حواریوں پر نازل ہوئی اور اس طرح یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ کیا حضرت مسیح علیہ السلام کے وقت روح القدس نہ تھی۔ اور آپ پر نازل نہ ہوتی تھی؟ جب حضرت مسیح علیہ السلام پر بھی نازل ہوتی تھی۔ تو پھر روح القدس پیشگوئی کی مصداق نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ حضرت مسیحؑ تو فرماتے ہیں۔ کہ جب تک میں نہ جاؤں۔ اسوقت تک تسلی دینے والا آہی نہیں سکتا۔ اور پھر یہ بات بھی قابل غور ہے۔ کہ جو علامات بتائی گئی ہیں۔ وہ روح القدس پر صادق نہیں آتیں۔ اس نے کب سزا کا حکم جاری کیا۔ اور کیا اس نے نئی بات سکھلائی جس کی مسیح علیہ السلام کے وقت برداشت نہ تھی۔

(۲) دوسری علامت حضرت مسیح علیہ السلام نے یہ بتائی ہے۔ کہ "وہ آن کر دنیا کو گناہ اور راستی اور عدالت کے بارہ میں قصوروار ٹھہرائیگا" اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہی اس کا مصداق ٹھہرایا۔ آپ کو ایک ایسی شریعت دی۔ جس میں گناہ کی حقیقت اسکی ممانعت اور سزا وغیرہ کا کامل طور پر ذکر ہے اور یہ تعلیم بھی اس میں موجود ہے۔ جو راستی اور عدالت سے کام

نہ لیگا۔ وہ خدا کی نگاہ میں قصوروار ہے۔ اسلام تو مساوات کی تعلیم دیتا ہے۔ اور انصاف کو پسند کرتا ہے۔ اسلامی نقطہ نگاہ سے جو شخص ایک بادشاہ اور فقیر میں بلا امتیاز انصاف سے فیصلہ نہیں کرتا۔ وہ یقیناً گنہگار ہے۔

(۳) تیسری بات جو حضرت مسیح علیہ السلام نے بتائی ہے۔ وہ یہ ہے کہ "میری اور بہت سی باتیں ہیں۔ کہ میں تمہیں کہوں۔ پر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن جب "وہ" یعنی روح حق آئے۔ تو وہ تمہیں ساری سچائی کی راہ بتائیگی"۔ اس میں حضرت مسیح ؑ نے صاف طور پر اقرار کیا ہے۔ کہ میری باتیں جو میں نے خدا سے حاصل کی ہیں۔ وہ مکمل نہیں۔ بلکہ ابھی کوئی اور روح حق آنیوالی ہے۔ جو خود بھی درجہ کمال کو پہنچی ہوئی ہوگی۔ اور اسکی باتیں جو وہ خدا سے حاصل کریگی۔ وہ بھی ایک کامل شریعت کی صورت میں ہونگی۔ تمام سچائی کی راہوں پر چلنے کیلئے ابد الآباد تک کے لئے کافی ہوگی۔

حضرت مسیح علیہ السلام کے یہ فقرات اپنے اندر ایک خاص حکمت رکھتے ہیں۔ اور ان کا مطلب یہ ہے۔ کہ اے میری قوم کے لوگو۔ یہ جو سچائی کی چند باتیں مختصر طور پر میں نے بتائی ہیں۔ یہی تمہارے لئے کافی ہیں۔ اور چونکہ ابھی تم نے انسانی ارتقا کی انتہائی منزل طے نہیں کی اس لئے تم سچائی کی تمام باتیں بھی برداشت نہیں کر سکتے ہاں میں تم کو بتا دیتا ہوں۔ کہ تم ضرور انسانی ترقی کی آخری منزل لیں

طے کروگے۔ اور اسوقت تم کو مکمل سچائی جو قیامت تک کیلئے کافی ہوگی بتائی جائیگی۔ گویا اپنی قوم کو حضرت مسیح علیہ السلام یہ سمجھانا چاہتے ہیں۔ کہ کہیں تم اس سچائی کو قبول کرنے سے انکار نہ کردینا۔ وہ "سچائی" وہ "روح حق" اور وہ "انسانی ترقی کا انتہائی زمانہ" یہ چیزیں کونسی ہیں؟ اور وہ زمانہ کونسا ہے؟ پس سچائی کا کرتہ وہی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو شریعت کاملہ کی صورت میں دیا۔ اور وہ "روح حق" خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے جنہوں نے آکر تمام سچائی کے راستے بتا دیئے۔ اور وہ "انسانی ترقی کا انتہائی زمانہ" آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی زمانہ ہے۔

(۴) پھر حضرت مسیحؑ فرماتے ہیں۔ "وہ روح اپنی نہ کہے گی۔ لیکن جو کچھ سنیگی۔ سو کہیگی۔ اور تمہیں آئندہ کی خبریں دیگی"۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی یہ عبارت ہو بہو قرآن کریم کی اس آیت کا ترجمہ ہے۔ کہ ما ینطق عن الھویٰ۔ ان ھو الا وحی یوحیٰ۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کچھ بھی فرماتے ہیں۔ وہ اپنی خواہشات کے مطابق اور اپنی طرف سے نہیں۔ بلکہ خدائی وحی سے جو ان پر نازل کی جاتی فرماتے ہیں۔ آپ کا طریق عمل یہی تھا۔ کہ جب تک آپ کو وحی کے ذریعہ کسی امر کی اطلاع نہ دی جاتی۔ آپ خود اس کے متعلق اپنی طرف سے کوئی فیصلہ نہ فرماتے۔ پھر آپ نے فلا یظھر علےٰ غیبہٖ احداً الا من ارتضیٰ من رسول کے ماتحت کئی پیشگوئیاں فرمائیں۔ جن میں سے بعض آپ کی زندگی میں

پوری ہوئیں۔ اور بعض وفات کے بعد اور اب تک پوری ہوتی چلی آ رہی ہیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے فتح مکہ کے متعلق فتح سے قبل وحی کے ذریعہ خبر دی کہ انا فتحنا لك فتحا مبينا۔ کہ ہم ضرور تجھے فتح مبین دیں گے۔ پھر رومیوں کی مغلوبی کے بعد ان کے غلبہ کی خبر دی۔ جو بعد میں پوری ہوئی۔ غرضیکہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدا تعالیٰ سے اطلاع پاکر اتنی خبریں دیں۔ جن کا شمار کرنا بھی کار دارد کا حکم رکھتا ہے۔

(۵) پھر حضرت مسیحؑ فرماتے ہیں۔ "وہ میری بزرگی کریگا۔" گویا حضرت مسیحؑ پر جتنے الزام لگائے گئے تھے۔ ان کی تردید کریگا۔ نیز یہ کہ میری قوم اگر میرے متعلق کوئی غلط عقیدہ رکھے گی۔ تو اس کی بھی پر زور تردید کر کے انہیں سمجھائیگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا میں تشریف لا کر حضرت مسیحؑ اور انکی والدہ پر جو گندہ الزام یہودی اور دنیا کی دیگر اقوام لگاتی تھیں۔ اس کی تردید فرمائی۔ اور دلائل کے ساتھ اسے غلط ثابت کیا۔ پھر ان کی قوم کے اندر جو حضرت مسیح علیہ السلام کی ذات کے متعلق غلط عقائد رائج ہو گئے تھے۔ ان سب کی کامل طور پر تردید کر کے صرف آپ کی تطہیر ہی نہیں کی۔ بلکہ آپ کی بزرگی اور شان کو بلند کیا ہے۔ قرآن کریم میں حضرت مسیح علیہ السلام کے ابن اللہ ہونے کے عقیدے کو غلط ثابت کر کے ان کو خدا تعالیٰ کا ایک رسول قرار دیا ہے۔ اور فرمایا۔ ما المسيح ابن مريم الا رسول قد

خلت من قبلہ الرسل کہ حضرت مسیح صرف خدا تعالیٰ کے ایک مقدس رسول ہیں۔ اور آپ سے پہلے سب رسول گذر چکے ہیں۔ اس میں ایک تو یہ بتایا کہ حضرت مسیح کا حقیقی رتبہ صرف رسول ہونے کا ہے۔ اور دوسرے اس عقیدہ سے کا رد ہے۔ جو غیر احمدی اور عیسائی صاحبان رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ اب تک آسمان پر زندہ ہیں۔ اور دوبارہ آئیں گے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ تم ان کو زندہ کیسے کہتے ہو۔ وہ تو ایک رسول تھے۔ زندہ رہنا تو خدائی صفت ہے۔ جب ان سے پہلے کوئی رسول زندہ نہیں رہا۔ تو وہ کیسے اب تک آسمان پر زندہ رہ سکتے ہیں۔ پھر ان لوگوں کو جو حضرت مسیح کو ابن اللہ یا خدا مانتے ہیں۔ یہ کہکر خدا تعالیٰ نے متنبہ کیا ہے کہ لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح عیسی ابن مریم۔ وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں۔ کہ مسیح خدا ہے۔ وہ کفر کرتے ہیں۔ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت مسیح علیہ السلام کے مرتبے کو افراط اور تفریط کے دائرے سے نکال کر ایک ایسے مقام پر لا کھڑا کیا ہے۔ فی الواقعہ ان کے لئے موزوں ہے۔ اور ان کی پوزیشن کو بالکل صاف کر کے ان کی بزرگی ظاہر کرتا ہے۔ (ماخوذ از اخبار الفضل مورخہ ۱۰ جولائی ۳۲ء)

متی ۲۱/۴۲ تا ۴۴ میں حضرت مسیح فرماتے ہیں۔ "جس پتھر کو معماروں نے رد کیا۔ وہی کونے کا پتھر ہو گیا۔ یہ خداوند کی طرف سے ہوا۔ اور ہماری نظر میں عجیب ہے۔ اس لئے میں تم سے کہتا ہوں۔ کہ خدا کی بادشاہت تم سے لے لی جائیگی۔ اور اس قوم کو جو اس کے پھل لائیگی

دیدی جائیگی۔ اور جو اس پتھر پر گریگا۔ اس کے ٹکڑے ہو جائیں گے
مگر جس پر وہ گریگا۔ اسے پیس ڈالیگا"۔
بنی اسرائیل کا چونکہ یہ بیہودہ خیال عام تھا۔ کہ حضرت اسماعیل
کی والدہ ماجدہ حضرت ہاجرہ لونڈی تھیں۔ اس لئے ان کی اولاد
نبوت کے فیض سے محروم رہی۔ اور آئندہ کبھی ان میں سے کوئی نبی
نہیں ہو سکتا۔ بلکہ نبوت ہم میں ہی رہے گی۔ گویا بنی اسماعیل کو رد
کر دیا گیا تھا۔ حضرت مسیح علیہ السلام ان کی اس بات کی تردید کرتے
ہوئے فرماتے ہیں۔ "جس پتھر کو معماروں نے رد کیا۔ وہی کونے کا
پتھر ہو گیا"۔ یعنی اے بنی اسحاق! تم جسے لونڈی کی اولاد کہتے ہو۔
اسی کی اولاد سے اللہ تعالیٰ نے ایک عظیم الشان نبی مبعوث کرنا
ہے۔ اور درحقیقت وہی عمارتِ نبوت کا بنیادی پتھر ہو گا۔ اور تم
جو اپنی اس بات پر اتراتے ہو۔ کہ خدا تعالیٰ ہم میں سے ہی نبی برپا
کرتا رہا ہے۔ مگر تمہاری شوخیوں کو دیکھ کر اب خدا نے تمہیں چھوڑ
دیا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح علیہ السلام صاف اور واضح الفاظ میں
فرماتے ہیں۔ کہ تم سے خدا کی بادشاہت "یعنی نبوت" چھین لی
جائیگی۔ اور اس قوم کو جو تمہارے بھائی ہیں۔ موسوی پیشگوئی کے
ماتحت دیدی جائیگی۔ کیونکہ وہ درخت اس قابل ہے۔ کہ پھلدار
بنے۔ پھر فرمایا۔ کہ وہ بنیادی پتھر ایسا ہو گا۔ کہ "جو اس پتھر پر گریگا
اس کے ٹکڑے ہو جائیں گے۔ مگر جس پر وہ گریگا۔ اسے پیس ڈالیگا"

یعنی جو قوم اس سے مقابلہ کرنے کو اٹھیگی۔ وہ تباہ و برباد کردی جائیگی۔ اور جس قوم کو وہ تباہ کرنا چاہیگا۔ وہ بھی پیسی جائیگی۔ یہ ہے وہ پیشگوئی جو خدا کے برگزیدہ حضرت مسیح علیہ السلام نے محض اپنی قوم کی بھلائی کی خاطر اس کے سامنے رکھی۔ جو حرف بحرف پوری ہوئی۔ خدا تعالیٰ نے بنی اسماعیل میں سے سید المرسلین فخر الاولین و آخرین کو منتخب کیا۔ اور آپ کو تمام انبیاء کا سردار بلکہ سید الکونین کا مرتبہ عطا کیا۔ پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام قوموں پر فتح عظیم عطا کر کے پیشگوئی کے یہ الفاظ بھی سچ کر دکھائے۔ کہ "جو اس پتھر پر گریگا۔ اس کے ٹکڑے ہو جائیں گے۔ مگر جس پر وہ گریگا۔ اسے پیس ڈالیگا"۔ اس پیشگوئی کا حضرت مسیح علیہ السلام نے ایک تمثیل کے طور پر بھی ذکر کیا ہے۔ لوقا باب ۲۰ آیت ۹ تا ۱۸ میں لکھا ہے اور پھر اس نے یعنی (مسیح) لوگوں سے یہ تمثیل کہنی شروع کی۔ کہ ایک شخص نے انگوری باغ لگا کر باغبانوں کو ٹھیکے پر دیا۔ اور ایک بڑی مدت کے لئے پردیس چلا گیا۔ اور پھل کے موسم پر اس نے ایک نوکر باغبانوں کے پاس بھیجا۔ تاکہ وہ باغ کے پھل کا حصہ اسے دیں۔ لیکن باغبانوں نے اسکو پیٹ کر خالی ہاتھ لوٹا دیا۔ پھر اس نے ایک اور نوکر بھیجا۔ انہوں نے اسے بھی پیٹ کر اور بے عزت کر کے خالی ہاتھ لوٹا دیا۔ پھر اس نے تیسرا بھیجا۔ انہوں نے اس کو بھی زخمی کر کے نکال دیا۔ اس پر باغ کے مالک نے کہا کیا

کروں ۔ میں اپنے پیارے بیٹے کو بھیجوں گا ۔ شاید اسکا لحاظ کریں
جب باغبانوں نے اسے دیکھا ۔ تو آپس میں صلاح کرکے کہا ۔ کہ
یہی وارث ہے ۔ اسے قتل کریں ۔ کہ میراث ہماری ہوجائے ۔
پس اس کو باغ کے باہر نکال کر قتل کیا ۔ اب باغ کا مالک ان کے
ساتھ کیا کریگا ۔ وہ آکر باغبانوں کو ہلاک کریگا ۔ اور باغ اوروں
کو دیدیگا ۔ انہوں نے یہ سنکر کہا ۔ خدا نہ کرے ۔ اس نے انکی طرف
دیکھ کر کہا ۔ پھر یہ کیا لکھا ہے ۔ کہ جس پتھر کو معماروں نے رد کیا
وہی کونے کا پتھر ہوگیا ۔ جو کوئی اس پتھر پر گریگا ۔ اس کے ٹکڑے
ٹکڑے ہوجائیں گے ۔ لیکن جس پر وہ گریگا ۔ اسے پیس ڈالیگا ۔"
اس تمثیل سے یہ امر بالکل واضح ہوجاتا ہے ۔ کہ وہ جس نے
باغ ٹھیکے پر دیا ۔ اس سے مراد خدا تعالیٰ ہے ۔ اور باغ سے مراد
دنیا ہے ۔ باغبان دنیا کے رہنے والے لوگ ہیں ۔ جب ظہر
الفساد فی البر والبحر کا موقعہ آیا ۔ ایک نبی مبعوث فرمایا ۔ تاکہ
لوگوں سے حقوق اللہ کا مطالبہ کرے ۔ لیکن دنیا کے لوگوں نے
اسے بجائے حقوق اللہ ادا کرنے کے مار پیٹ کر خالی ہاتھ لوٹا دیا
اور اسے قبول کرنے سے انکار کردیا ۔ پھر اس نے ایک اور نبی بھیجا
پھر اس سے بھی انہوں نے ایسا ہی کیا ۔ پھر اس نے ایک اور نبی
بھیجا ۔ اس سے بھی یہی معاملہ کیا گیا ۔ آخر خدا تعالیٰ نے اپنے پیارے
مقدس نبی مسیح کو بھیجا ۔ کہ شاید اسکا لحاظ کریں ۔ لیکن دنیا کے

لوگوں نے اس کو آخری سمجھکر مشورہ کیا۔ کہ اسے قتل کردو۔ پھر سب کچھ ہمارا ہے۔ اسے قتل کیا۔ حضرت مسیحؑ فرماتے ہیں۔ کہ اب خدا تعالیٰ ایسے لوگوں کو ہلاک کر دیگا۔ اور باغ اوروں کے سپرد کر دیا۔ یعنی نعمت نبوت ان سے چھین کر بنی اسماعیل کو دیدیگا۔ لیکن حضرت مسیحؑ کی یہ تمثیل سنکر لوگوں نے کہا۔ کہ نہیں خدا ایسا نہیں کریگا۔ تو انہوں نے فرمایا۔ تو پھر یہ جو کہا ہے۔ کہ جس پتھر کو معماروں نے رد کیا۔ وہی کونے کا پتھر ہو گیا۔ جو کوئی اس پر گریگا۔ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگا۔ اور جس پر وہ گریگا۔ اسے پیس ڈالیگا۔ کیا اس حقیقت اور وضاحت کے بعد بھی اس کونے کے پتھر سید المرسلین کا کوئی شخص انکار کر سکتا ہے

(منقول از اخبار الفضل مورخہ ۲۱ جولائی ۱۹۳۶ء)

یوحنا باب ۱۴ آیت ۱۶ میں حضرت مسیحؑ نے ایک ایسے مددگار کے آنے کی اپنی قوم کو خبر دی ہے۔ جو ابد الآباد تک ساتھ رہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔ "اور میں باپ سے درخواست کروں گا۔ تو وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشیگا۔ کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے۔ یعنی سچائی کی روح جسے دنیا حاصل نہیں کر سکتی"۔ اپنے جانے سے پہلے اپنی قوم کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ میں خدا تعالےٰ سے درخواست کرونگا۔ کہ وہ دنیا کی ہدایت کاملہ کیلئے ایک ایسا انسان بھیجے۔ جسکی نبوت کا زمانہ قیامت تک رہے۔ اور جس کی قوت قدسیہ اور فیض کے بعد کسی اور شرعی نبی کی ضرورت نہ رہے۔ پھر فرماتے ہیں۔ کہ وہ ضرور ایسا انسان بھیجے گا۔ اور یہ بھی فرما

دیا ہے۔ کہ دنیا اس سچائی کی روح کو اور اس کے فیضان کو حاصل کرنے میں کوتاہی کریگی۔ اس پیشگوئی کے الفاظ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صادق آتے ہیں۔ آپ کا فیضان اور قوت قدسیہ اور نبوت کا زمانہ قیامت تک ہے۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وما ارسلناك الا كافة للناس۔ کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم نے تجھے تمام دنیا کے لئے لوگوں کی ہدایت کیلئے مبعوث کیا ہے۔ اور ایسی کتاب دی ہے۔ جو ہمیشہ کے لئے کافی و وافی ہے۔ یوحنا باب ۱۴ آیت ۳۰ میں حضرت مسیحؑ فرماتے ہیں۔ "اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کرونگا۔ کیونکہ دنیا کا سردار آتا ہے۔ اور مجھ میں اسکا کچھ نہیں"۔ آپ کے بعد دونوں جہان کے سردار اور رحمتہ للعالمین کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرما کر حضرت مسیحؑ کی یہ پیشگوئی پوری کر دی۔ اور آپ کو اتنا بڑا درجہ عطا فرمایا۔ کہ حضرت مسیحؑ کا یہ فقرہ بھی پورا ہو گیا۔ کہ مجھ میں اسکا کچھ نہیں۔ یعنی میں اس کے مرتبے کا نہیں ہوں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود فرمایا ہے۔ کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔ یعنی میرا درجہ اسقدر بلند ہے کہ میری پیروی کرنے والے بنی اسرائیل کے انبیاء کا درجہ حاصل کر سکتے ہیں۔

یوحنا ۱۵/۲۶ میں حضرت مسیحؑ فرماتے ہیں۔ "لیکن جب وہ مددگار آئیگا جس کو میں تمہارے باپ کی طرف سے بھیجونگا۔ یعنی سچائی کی روح

جو باپ کی طرف سے نکلتا ہے۔ تو وہ میری گواہی دیگا۔ اور تم بھی گواہ ہو۔ کیونکہ شروع سے میرے ساتھ ہو۔ اس مددگار یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دنیا میں تشریف لاکر حضرت مسیح علیہ السلام کی تطہیر کی۔ اور ان تمام الزامات کو جو ان پر اور انکی والدہ ماجدہ پر لگائے جاتے تھے۔ اور ان سب عقائد باطلہ کو جن میں سے بعض مبالغے سے پُر اور بعض آپ کی پوزیشن کو بالکل گرا دینے والے تھے۔ غلط ثابت کیا۔ اور خدا تعالیٰ کی طرف سے علم پاکر گواہی دی کہ یہ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ رسول تھے۔ اور ان پر روح القدس نازل ہوتا تھا۔ (ماخوذ از اخبار الفضل مورخہ ۲۲ جولائی ۱۹۳۶ء)

یوحنا مکاشفات باب ۱۲ آیت ۱ تا ۶ میں لکھا ہے :۔

"پھر آسمان پر ایک بڑا نشان دکھائی دیا۔ یعنی ایک عورت نظر آئی۔ جو آفتاب کو اوڑھے ہوئے تھی۔ اور چاند اس کے پاؤں کے نیچے تھا۔ اور بارہ ستاروں کا تاج اس کے سر پر۔ وہ حاملہ تھی اور دردِ زہ میں چلاتی تھی۔ اور بچہ جننے کی تکلیف میں تھی۔ پھر ایک اور نشان آسمان پر دکھائی دیا۔ یعنی ایک بڑا لال اژدہا۔ اس کے سات سر اور دس سینگ تھے۔ اور اس کے سروں پر سات تاج اور اسکی دم نے آسمان کے تہائی ستارے کھینچ کر زمین پر ڈال دیئے۔ اور وہ اژدہا اس عورت کے آگے جا کھڑا ہوا۔ جو جننے کو تھی۔ تاکہ جب وہ جنے۔ تو اس بچے کو نگل جائے۔ اور وہ بیٹا

جنی۔ یعنی وہ لڑکا جو لوہے کے عصا سے قوموں پر حکومت کرے گا۔
اور اس کا بچہ یکایک خدا اور اس کے تخت کے پاس تک پہنچا دیا گیا۔
اور وہ عورت اس بیابان کو بھاگ گئی۔ جہاں خدا کی طرف سے
اس کے لئے ایک جگہ تیار کی گئی تھی۔ تاکہ وہاں ایک ہزار دو سو
ساٹھ دن تک اسکی پرورش کی جائے۔"

یوحنا کے مکاشفات میں اگرچہ اکثر ان واقعات کا ذکر کیا گیا ہے۔
جو حضرت مسیح علیہ السلام کے بعد وقوع پذیر ہوئے تھے۔ لیکن یہ
حوالہ جو اوپر نقل کیا گیا ہے۔ اس میں حضرت مسیح علیہ السلام کے
بعد ہونیوالے واقعات میں سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
اور آپ کے لائے ہوئے دین اور آپ کے زمانہ کا نقشہ کھینچا گیا
ہے۔ چنانچہ وہ عورت جو آفتاب اوڑھے ہوئے تھی۔ اس سے
مراد دین اسلام ہے۔ کیونکہ اسلام ہی اپنے اوپر سورج کا لباس
اوڑھے ہوئے تھا۔ جس کے نور کا ایک خاص وقت میں ظہور ہونا
تھا۔ اور وہ چاند جو اس کے پاؤں کے نیچے تھا۔ اس سے مراد آپ
کی امت کے خاتم الخلفا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
ہیں۔ اور اس کے سر پر جو بارہ ستاروں کا تاج دکھایا گیا۔ اس
سے وہ بارہ مجدد مراد ہیں۔ جن کا حدیث نبوی کے ماتحت ہر صدی
کے سر پر ظہور ہوتا رہا۔

پھر لکھا ہے۔ کہ "وہ حاملہ تھی۔ اور چلاتی تھی۔ اور بچہ جننے کی

"تکلیف میں تھی"۔

اس سے مراد یہ ہے۔ کہ اسلام دنیا کی حالت دیکھ کر زبان حال سے خدا تعالیٰ کو پکار پکار کر کہہ رہا تھا۔ کہ اب میرے ظہور کا وقت آگیا ہے۔ اب تو اپنے نبی کے ذریعہ مجھے دنیا میں بھیج۔

پھر اس کے بعد عرب کی حالت کا نقشہ کھینچا ہے۔ کہ قبائل عرب میں اژدہا کی صورت میں شیطان داخل ہو کر اپنے جوہر دکھا رہا تھا۔ گویا وہ زمانہ ظہر الفساد فی البر والبحر کا مصداق ہو رہا تھا۔ پھر جب اس نبی کے ظہور کا وقت آیا۔ تو پھر شیطان اور بھی کھلے بندوں پھرنے لگا۔ اور اس آنیوالی ہدایت اور نور کو مٹانے اور اس کا مقابلہ کرنے کی تیاری کرنے لگا۔ لیکن جب وہ عورت بیٹا جنی۔ یعنی دین اسلام۔ اور اس روحانی سورج آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نور کا ظہور ہوا۔ تو وہ تمام شیطانی منصوبے اکارت گئے۔ اور ظلمتیں نور سے بدل گئیں۔

اس کے آگے اور بھی وضاحت سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جلال کا اظہار کیا گیا ہے۔ لکھا ہے:۔

"وہ لڑکا وہی ہے" جو لوہے کے عصا سے سب قوموں پر حکومت کریگا"۔ اور اس کا بچہ یکایک خدا اور اس کے تخت

کے پاس تک پہنچا دیا گیا"
کسقدر وضاحت سے ساتھ پیشگوئی کی گئی ہے۔ کہ وہ لڑکا اللہ تعالیٰ کے تخت کے پاس پہنچ جائے گا۔ یعنی نبوت کا مقام حاصل کریگا۔ اور پھر اسکی نبوت کوئی معمولی نبوت نہ ہوگی۔ بلکہ وہ ایسے مقام پر ہوگا۔ کہ سوائے اس کے اور کوئی اس مقام تک نہ پہنچ سکے گا۔

علاوہ ازیں دنیاوی رعب و دبدبہ بھی اسے ایسا حاصل ہوگا۔ کہ وہ قوموں پر حکومت کرے گا۔ شہنشاہوں کا شہنشاہ کہلائے گا۔ چنانچہ اب بھی اس مقدس نبی کا نام لینے پر مسلمان شاہان زمن تخت سے نیچے اتر آتے ہیں۔ بڑی بڑی سلطنتیں اور بڑے بڑے عمائد و رؤسا تھے۔ جنہیں آپ کے لوہے کے عصا نے مٹی کے برتن کی طرح توڑ دیا۔ حتیٰ کہ قیصرو کسریٰ جیسے جابر بادشاہ بھی دم نہ مار سکے۔

پھر اس مقدس نبی کو خدا نے رحمتہ للعالمین کا خطاب دیا۔ اور تمام دنیا کی اقوام کے لئے مبعوث فرماکر آپ کو ایسی کتاب عطا کی۔ جس کے ذریعہ آپ نے تمام دنیا کے مذاہب پر روحانی لحاظ سے حکومت کی۔

آخر میں اسی وادی غیر ذی زرع کا ذکر ہے۔ جس میں اسلام نے پرورش پائی۔ اور جہاں سے نکل کر وہ تمام اطراف عالم

میں پھیل گیا۔

اے کاش عیسائی صاحبان اب بھی ان مکاشفات پر غور کریں۔ اور حق کو قبول کرکے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کریں۔

(ماخوذ از اخبار الفضل مورخہ ۲۰ ستمبر ۳۶ء)

عیسائیوں کو دعوت

آؤ عیسائیو! ادھر آؤ!! — نورِ حق دیکھو! راہِ حق پاؤ!!
جسقدر خوبیاں ہیں قرآں میں — کہیں انجیل میں تو دکھلاؤ
سر پہ خالق ہے اسکو یاد کرو — یونہی مخلوق کو نہ بہکاؤ
کب تلک جھوٹ سے کروگے پیار — کچھ تو سچ کو بھی کام فرماؤ
کچھ تو خوفِ خدا کرو لوگو — کچھ تو لوگو خدا سے شرماؤ
عیش دنیا سدا نہیں پیارو — اس جہاں کو بقا نہیں پیارو
یہ تو رہنے کی جا نہیں پیارو — کوئی اس میں رہا نہیں پیارو
اس خرابہ میں کیوں لگاؤ دل — ہاتھ سے اپنے کیوں جلاؤ دل
کیوں نہیں تمکو دینِ حق کا خیال — ہائے سو سو اٹھے ہے دل میں ابال
کیوں نہیں دیکھتے طریق صواب — کس بلا کا پڑا ہے دل پہ حجاب
اسقدر کیوں ہے کبر و استکبار — کیوں خدا یاد سے گیا یکبار
تم نے حق کو بھلا دیا ہیہات — دل کو پتھر بنا دیا ہیہات

اے عزیزو سنو! کہ بے قرآں — حق کو ملتا نہیں کبھی انساں
جن کو اس نور کی خبر ہی نہیں — ان پہ اس یار کی نظر ہی نہیں
ہے یہ فرقاں میں اک عجیب اثر — کہ بناتا ہے عاشقِ دلبر
جس کا ہے نام قادرِ اکبر — اسکی ہستی کی دی ہے پختہ خبر
کوئے دلبر میں کھینچ لاتا ہے — پھر تو کیا کیا نشاں دکھاتا ہے
دل میں ہر وقت نور بھرتا ہے — سینہ کو خوب صاف کرتا ہے
اسکے اوصاف کیا کروں میں بیاں — وہ تو دیتا ہے جاں کو اور اک جاں
وہ تو چمکا ہے نیرِ اکبر — اس سے انکار ہو سکے کیونکر
وہ ہمیں دلستاں تلک لایا — اس کے پانے سے یار کو پایا
بحرِ حکمت ہے وہ کلام تمام — عشقِ حق کا پلا رہا ہے جام
بات جب اسکی یاد آتی ہے — یاد سے ساری خلق جاتی ہے
سینہ میں نقشِ حق جماتی ہے — دل سے غیرِ خدا اٹھاتی ہے
دردمندوں کی ہے دوا وہی ایک — ہے خدا سے خدا نما وہی ایک
ہم نے پایا نورِ ہدیٰ وہی ایک — ہم نے دیکھا ہے دلربا وہی ایک
اسکے منکر جو بات کہتے ہیں — یونہی اک واہیات کہتے ہیں
بات جب ہو کہ میرے پاس آویں — میرے منہ پہ وہ بات کہہ جاویں
مجھ سے اس دلستاں کا حال سنیں — مجھ سے وہ صورت و جمال سنیں

آنکھ پھوٹی تو خیر کان سہی
نہ سہی یونہی امتحاں سہی (از حضرت مسیح موعودؑ)

از دفتر نظارت تالیف و تصنیف جماعت احمدیہ

قادیان (پنجاب)

بخدمت مکرمی حضرت مفتی محمد صادق صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپکے مسودہ مسلکہ "بائبل کی بشارات بحق سرور کائنات" پر سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک عالم نے دفتر ہذا کی تحریک پر نظر ثانی فرمائی ہے۔ اب آپ اس مسودہ کو اپنے اخراجات پر شائع فرما سکتے ہیں۔

شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری سے یہ مسودہ گم ہو گیا تھا اس لئے تعویق ہوئی۔

(دستخط) مرزا بشیر احمد

ناظر تالیف و تصنیف

۳/۱۱/۳۶

فہرست مضامین کتاب بائبل کی بشارات بحق سرورِ کائنات